بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

مُصلح موعودؓ نمبر

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN- 143516.

جلد ۴۱ | شمارہ ۷، ۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان | ۸/۱۵ شعبان ۱۴۱۲ھ | ۱۳/۲۰ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش | ۱۳/۲۰ فروری ۱۹۹۲ء

شبیہ مبارک حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

(۱۸۸۹ء – ۱۹۶۵ء) آپ ۱۹۱۴ء میں مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور ۱۹۴۴ء میں دعوئ مصلح موعود کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے اِذن اور اُسی کے انکشاف کے ماتحت مَیں اِس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دُنیا میں آنا تھا اور جس کے لئے یہ مقدّر تھا کہ وہ اِسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دُنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اُس کا وجود خُدا کے جلالی نشانات کا حامِل ہوگا **وہ مَیں ہی ہُوں**۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

شہر ہوشیار پور (پنجاب)، کا وہ تاریخی مکان جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذنِ الٰہی چِلّہ کشی فرمائی اور اسی دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو پسرِ موعود کی پیدائش کی عظیم الشان بشارت سے نوازا۔ جس کا ذکر اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں موجود ہے۔

اِداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳-۲۰ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش

پیشگوئی مُصلح موعودؓ

صداقتِ مسیح موعودؑ کا چمکتا ہُوا نشان!

۵۱ سال کی ڈھلتی ہوئی عُمر میں اگر کوئی شخص خُدا کی طرف منسُوب کر کے یہ دعوٰی کرے کہ اُس کے ہاں نہ صرف اُولاد ہوگی بلکہ بلند اخلاق اور اعلیٰ رُوحانی صفات سے متصف ایسی زرینہ اولاد پیدا ہوگی جس سے قوموں کی تقدیر کا ستارہ چمکے گا اور پھر فی الواقع ایسا ظاہر بھی ہو جائے تو یہ بات یقیناً علیم و خبیر خُدا کی طرف سے قرار دی جائے گی۔ کیونکہ ایسا شخص اپنے ہاں پیدا ہونے والی عظیم رُوحانی اولاد کی ضمانت کے ساتھ ساتھ اپنی اور اپنی اہلیہ کی زندگی کی بھی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

بالکل ایسی ہی پیشگوئی آج سے ٹھیک ۱۰۶ سال قبل مامورِ زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے خدا تعالیٰ سے عِلم پاکر ظلمت و تاریکی میں اَٹی ہوئی اِس بھُولی بھٹکی دُنیا کے سامنے پیش فرمائی۔ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے مبارک اور تاریخی دن خدا تعالیٰ سے خبر پاکر آپ نے اعلان فرمایا کہ نَو سال کے اندر آپ کے ہاں ایسا روحانی وجود پیدا ہوگا جو فتح و ظفر کی کلید ہوگا۔ اس کے ذریعہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ وہ لڑکا نہایت مقدس اور رِجس سے پاک ہوگا۔ وہ نُورُ اللہ ہوگا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ سخت ذہین و فہیم اور دِل کا حلیم ہوگا۔ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

اِس عظیم پیشگوئی کے ٹھیک دُو سال اور گیارہ ماہ بعد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں یہ موعود بیٹا پیدا ہُوا جس کا نام بشیرالدین محمود احمد رکھا گیا۔ یہ بچہ بچپن سے ہی صحت کے اعتبار سے کمزور تھا اور میٹرک تک بھی عام مروّجہ تعلیم مکمل نہیں کرسکا۔ لیکن خدا خوُد اس کا معلّم اور مربّی بنا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ موعود فرزند ۱۹۱۴ء میں ۲۵ سال کی چھوٹی سی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دُوسرے خلیفہ کے طور پر مسندِ خلافت پر متمکن ہُوا۔ ۱۹۴۴ء میں آپ نے دعوٰی فرمایا کہ آپ وہی پسرِ موعود ہیں جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی۔ اور اس طرح ۱۹۱۴ء سے ۱۹۶۵ء تک نصف صدی سے زائد عرصہ آپ نے پُوری دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اور کیا مغرب اور کیا مشرق اور کیا شمال اور کیا جنوب، کیا یورپ اور کیا ایشیا سب جگہوں پر اسلام کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ آپ کے مبارک دَور میں دُنیا کے بیسیوں ملکوں میں مساجد اور مشن ہاؤسز کا قیام ہُوا۔ سینکڑوں مبلغینِ اسلام دنیا کے مُلکوں میں پھیلے لاکھوں عیسائیوں اور دیگر اہلِ مذاہب کو اسلام کی امن بخش اور ٹھنڈی چھاؤں تلے پناہ نصیب ہوئی۔ دنیا میں چاروں طرف قرآنِ مجید کے تراجم اور اسلامی لٹریچر پھیلایا گیا۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اِسلامی اخبارات و رسائل کی اشاعت ہوئی۔ گویا آپ کا مبارک وجود الہامِ الٰہی کے عین مطابق فتح و ظفر کی کلید تھا۔

خداوندِ علیم و خبیر نے آپ کے متعلق خبر دی تھی کہ وہ موعود فرزند علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے دوسو (۲۰۰) سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن مجید اور اِسلام کی صداقت کے بے شُمار دلائل اور رُوحانی خزائن کے انمول موتی بکھرے ہیں۔ معرفت و روحانیت سے بھرپور قرآن مجید کی جو تفسیر آپ نے بیان فرمائی ہے اور جو تفسیرِ کبیر کے نام سے کئی جِلدوں میں شائع شُدہ ہے ایک ایسا نایاب اور قیمتی ذخیرہ ہے جس کی نظیر کسی اَور تفسیرِ قرآنی میں تلاش کرنا مشکل ہے۔ آپ کی تحریر فرمودہ کتب اور تفسیرِ قرآن اِس بات کی مُنہ بولتی تصویر ہے کہ آپ کے ذریعہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہُوا۔ آپ کی تفسیرِ قرآنی کے انگریزی ترجمہ نے یورپ میں ایک ہلچل پیدا کر دی۔ یہاں تک کہ بعض یورپین مُستشرقین نے مشہور عیسائی رسالہ مُسلم ورلڈ میں اِس تفسیر پر ریویو کرتے ہوئے لکھا کہ احمدیّت کے لٹریچر کا مطالعہ ہی اِس بات کا اندازہ کرنے میں مدد دے سکتا ہے کہ مذاہب کی موجودہ جنگ میں اسلام اور مسیحیت میں سے کون غالب آنے والا ہے۔ (مسلم ورلڈ۔ اپریل ۱۹۱۶ء بحوالہ سلسلہ احمدیہ)

اندرونی طور پر جماعتِ احمدیہ کی تنظیم کے اعتبار سے آپ نے جماعت کو ایک ایسا اِنتظامی ڈھانچہ عطا فرمایا جو آج تک جماعت میں قائم ہے اور اپنے و پرائے سب اس کے مدّاح ہیں۔ مختلف نظارتوں کا قیام، بیت المال کا مربُوط نظام، شوُریٰ کا باقاعدہ رواج، جماعتی قضاء کا عمدہ اِنتظام، بیرُونی تبلیغ کے لئے تحریکِ جدید اور اندرونی تبلیغ و تربیت کے لئے وقفِ جدید اور جماعتوں میں صدرانِ جماعت، اُمراءِ جماعت اور مختلف شعبوں کے سیکرٹریان اور ذیلی تنظیموں کی منظّم شکل میں موجودگی یہ سب الہامِ الٰہی کے مطابق آپ کے سخت ذہین و فہیم اور ایک ماہر منتظم ہونے کی واضح مثالیں ہیں۔

علاوہ اِن امور کے آپ کا خدا تعالیٰ سے ایسا ذاتی تعلق تھا جس کی بناء پر خدائے قدّوس نے آپ کو قبولیتِ دُعا کے علاوہ ایسے عظیم الشان الہامات سے سرفراز فرمایا جن میں سے بیشتر اب تک پُورے ہو چکے ہیں۔ اور بعض وقت کے ساتھ ساتھ پُورے ہو رہے ہیں۔

مذکورہ تمام باتیں روزِ روشن کی طرح یہ ثابت کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر جس ذی شان موعود بیٹے کی پیدائش اور اس کے عظیم کارناموں کے متعلق اطلاع دی تھی

● ــ وہ موعود بیٹا عین وقت کے اندر پیدا ہُوا۔

● ــ اور وہ ان تمام اعلیٰ اخلاقی و رُوحانی صفات سے متّصف تھا جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے الہام ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں فرمایا تھا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

مُنیر احمد خادم

اخبارِ احمدیہ

● ــ بفضلہٖ تعالیٰ سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ احبابِ کرام حضورِ انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دُعائیں جاری رکھیں۔

● ــ لندن سے ملنے والی تازہ اطلاعات کے مطابق حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت آپریشن کے بعد بہتری کی طرف مائل ہے الحمد للہ۔ بخار نہیں ہے۔ گذشتہ دنوں جو ٹیسٹ ہوئے ہیں اُن کے نتائج آنے پر مزید صورتِ حال واضح ہوگی۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت یابی کیلئے دردمندانہ دُعائیں جاری رکھیں۔

(اِدارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

نُور آتا ہے نُور جس کو خُدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا

پیشگوئی دربارہ مُصلح موعود

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونے والا قدرت، رحمت اور قربت کا روشن نشان

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام "مُصلح موعود" کے بارے میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مُبارک کر دیا۔ سو قُدرت اور رحمت اور قُربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مُظفّر تجھ پر سلام۔ خُدا نے یہ کہا تا وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُس کی کتاب اور اُس کے پاک رسُول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جاوے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مُقدّس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نُور اللہ ہے۔ مُبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور عُلومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل و الآخر۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳)

پیشگوئی مصلح موعود کا تاریخی پس منظر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صداقت قرآن مجید اور صداقت سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کیلئے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ اس کے ساتھ ہی حضورؑ نے بامر الٰہی ایک اشتہار شائع فرمایا جس کی بعض عبارتیں درج ذیل ہیں:-

"یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل سے اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھاوے......

اسی غرض سے بغرض اتمام حجت یہ خط (جس کی ۲۰ ہزار کاپی چھپوائی گئی ہے) مع اشتہار انگریزی (جس کی آٹھ ہزار کاپی چھپوائی گئی ہے) شائع کیا جاتا ہے اور اس کی ایک ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان پنجاب و ہندوستان و انگلستان وغیرہ بلاد (جہاں تک ارسال خط ممکن ہو) جو اپنی قوم میں خاص طور پر مشہور اور معزز ہیں اور بخدمت معزز برہمو صاحبان اور آریہ صاحبان و نیچری صاحبان اور حضرت مولوی صاحبان جو وجود خوارق و کرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے اس عاجز پر بدظن ہیں ارسال کی جاتی ہے۔

"یہ تجویز نہ اپنے فکر و اجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب (جو خط پہنچنے پر رجوع بحق نہ کریں گے) ملزم و لاجواب و مغلوب ہو جائیں گے۔"

"اصل مدعا خط جس کے ابلاغ سے میں مامور ہوا ہوں یہ ہے کہ دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہے اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ محفوظ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے۔ اس دین کی حقانیت اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں (خوارق و پیشگوئیوں) کی شہادت بھی پائی جاتی ہے جس کو طالب صادق اس خاکسار (مؤلف براہین احمدیہ) کی صحبت اور صبر اختیار کرنے سے بمعائنہ چشم تصدیق کر سکتا ہے۔"

"آپ کو اس دین کی حقانیت یا ان آسمانی نشانوں کی صداقت میں شک ہو تو آپ طالب صادق بن کر قادیان میں تشریف لاویں اور ایک سال تک اس عاجز کی صحبت میں رہ کر ان آسمانی نشانوں کا بچشم خود مشاہدہ کر لیں۔"

اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد قادیان کے چند ہندو آریہ حضرات نے حضور علیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں خدائی نشان کے ظہور کا مطالبہ کیا انہوں نے اپنی چٹھی میں مطالبہ کیا کہ:-

"جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک برس تک ہمارے پاس آ کر قادیان میں ٹھہرے تو خدا تعالیٰ اس کو ایسے نشان دربارہ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسان سے بالاتر ہوں گے۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہیں لنڈن و امریکہ والوں سے زیادہ تر حقدار ہیں۔ اور ہم آپ کی خدمت میں قسمیہ بیان کرتے ہیں جو ہم طالب صادق ہیں......... ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین و آسمان کے زیر و زبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے معلوم ہو سکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشور بوجہ آپ کی راستبازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاص پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے...... اور سال جو نشانوں کے دکھانے کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتداء ستمبر ۱۸۸۵ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر ۱۸۸۶ء کے آخیر تک ہو جائے گا۔" (تبلیغ رسالت جلد اول)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے ٭ تری درگاہ میں عجز و بکا ہے

وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے ٭ زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

مری اولاد جو تیری عطا ہے ٭ ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے ٭ وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بحر الایادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ٭ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا ٭ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

مندرجہ بالا خط کے جواب میں حضور علیہ السلام نے بھی ایک چٹھی لکھی جس میں آپ نے تحریر فرمایا:-

"آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے مجھ کو ملا...... یہ تمام تر شکر گذاری اس کے مضمون کو قبول کرنا منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آپ صاحبان ان عہدوں کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کر چکے ہیں تو ضرور خدا تعالیٰ جل شانہٗ کی تائید و نصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو......... اور آخر پر دلی جوش سے یہ دعا ہے کہ خداوند قادر و کریم و رحیم ہم میں اور ان میں سچا فیصلہ کر اور تو ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور کوئی نہیں کہ بجز تیرے فیصلہ کر سکے۔ آمین ثم آمین۔" (تبلیغ رسالت جلد ۱)

اس کے بعد لالہ شرمپت صاحب ساکن قادیان نے "اعلان" کے نام سے ایک اشتہار شائع کر کے فریقین کے اس اقرار و عہد کا اظہار کر دیا۔

چنانچہ حضور جنوری ۱۸۸۶ء میں باذن الٰہی ہوشیارپور تشریف لے گئے اور وہاں چلہ کشی فرمائی۔ (صفحہ اول پر اس بلڈنگ کی تصویر ملاحظہ فرمائیں)۔ چلہ کشی کے بعد ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا (شمارہ ہذا صفحہ ... پر ملاحظہ فرمائیں) جس میں اس زبردست پیشگوئی کا ذکر فرمایا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا نشان قرار دی گئی۔ اس نشان کی اشاعت کے بعد پنڈت لیکھرام نے ۸ر مارچ ۱۸۸۶ء کو لکھا:-

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔"

نیز لکھا:-

"ہمارا الہام کہتا ہے کہ لڑکا تو کیا تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۸-۵۰۱)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو جب کہ تین سال پورے ہونے میں ابھی دو ماہ باقی تھے پیدا ہو گئے۔ آپ نے ۱۹۴۴ء میں دعویٰ مصلح موعود فرمایا۔

خطبہ جمعہ المبارک

میرا یہ پیغام ہے کہ آپ خدا سے وہ فتح مانگیں جس کا ذکر قرآن کریم میں بڑی حمد و ثنا کے ساتھ فرمایا گیا ہے

دیکھو تمہیں ایک عجیب عظیم فتح عطا ہونے والی ہے۔ فوج در فوج لوگ تمہارے دین میں داخل ہوں گے!

یہی وہ حقیقی فتح ہے جسے میں سمجھتا ہوں قادیان کی اس واپسی کی اغلب بنیاد بنے گی جس کی خوابیں آج سب دنیا کے احمدی دیکھ رہے ہیں!

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۰ صلح ۱۳۷۱ ہش بمطابق ۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان دارالامان

نوٹ:- دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے موصول شدہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے ـــــ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج یہ چوتھا جمعہ ہے جو قادیان دارالامان، جماعت احمدیہ کے مستقل مرکز میں ادا کرنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔

یہ جلسہ جو سو سال کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس جلسہ کی یاد میں منعقد کیا گیا تھا جو آپ نے پہلی مرتبہ قادیان میں شروع کیا، ایک بہت ہی اہم ادارے کی تقریب قائم فرمائی اور ہمیشہ کے لئے جماعت احمدیہ کے ایک جگہ اکٹھے ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی یاد میں چند دن بسر کرنے کی ایک بہت ہی عمدہ سنت قائم فرمائی۔ یہ ایک ایسی سنت ہے جس کا فیض آج صرف قادیان میں ہی نہیں بلکہ

دنیا کے ۱۲۶ ممالک

پر ممتد ہو چکا ہے۔ یہ جلسہ سالانہ جو کبھی قادیان میں ۷۵ افراد کی شمولیت کے ذریعہ شروع ہوا آج دنیا کے کم از کم ۷۵ ایسے ممالک ہیں جہاں ہزاروں سے بڑھ کر احمدی اپنے اپنے ملکوں کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوتے ہیں اور وہ سنت جس کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں قائم فرمائی اب

ایک عالمی لنگر

بن چکی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیں یہ توفیق ملے گی کہ عنقریب سو ممالک سے زائد ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ لنگر جاری کر دیں۔

اس جلسہ کی بہت سی برکات ہیں جو جذباتی نوعیت کی ہیں۔ وہ لوگ جو اس جلسہ میں دور دور سے تکلیف اٹھا کر شریک ہوئے جذباتی لحاظ سے وہ بہت سی دولتیں سمیٹ کر یہاں سے گئے۔ ایسی کیفیات سے ہمکنار ہوئے، ایسے عظیم روحانی تجربات سے لذت یاب ہوئے کہ وہ جو شامل نہیں ہو سکے وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں آپ کو اچھی طرح دوبارہ اس سے خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جذباتی لذتیں عارضی ہیں جو وقتی ہیں اور چند دلوں اور چند سینوں سے تعلق رکھنے والی لذتیں ہیں۔ درحقیقت یہ جلسہ اسی وقت اور انہی معنوں میں مثمر ثابت ہوگا اگر ہم اس کا فیض

آئندہ صدی تک ممتد کر دیں

اور آئندہ سو سال کے بعد ہونے والا جلسہ آپ کی آج کی قربانیوں اور آج کی محنتوں اور آج کی کوششوں کے طفیل کمائے اور آپ پر ہمیشہ سلام بھیجے۔ یہ وہ فرق ہے جو ہر سو سال کے بعد پیدا ہوتا ہے اور ہر سو سال کے اندر جماعت احمدیہ نے جو قربانیاں پیش کرنی ہیں سو سال کے بعد جب ہم مڑ کر دیکھتے ہیں یا دیکھیں گے تو اس وقت ہمیں نظر آئے گا کہ ہم سے پہلوں نے ہمارے لئے کیا پیچھے چھوڑا۔ اس نقطۂ نگاہ سے صدی کا ایک اور رنگ میں آغاز ہوا ہے۔ یعنی جو جلسہ سالانہ کے ۱۰۰ سال منانے کی وجہ سے ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس پیغام کی اہمیت کو آپ اچھی طرح سمجھیں گے۔

بہت سے مخلصین جذبات کی رو میں بہہ کر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ قادیان واپسی کے سامان ہو چکے ہیں اور وہ دن اب قریب ہیں۔ یہ جذباتی کیفیت کا پھل تو ہے لیکن حقیقت شناسی نہیں ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا میں مذاہب کی تاریخ میں جہاں جہاں بھی ہجرت ہوئی ہے اور واپسی ہوئی ہے وہاں ہجرت سے واپسی ہمیشہ اس بات کو مشروط رہی کہ

پیغام کی فتح

ہوئی اور اس دین کو غلبہ نصیب ہوا جس دین کی خاطر بعض مذہبی قوموں کو اپنے وطنوں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ مذہب کی دنیا میں جغرافیائی فتح کی کوئی حیثیت نہیں اور کسی پہلو سے بھی جغرافیائی فتح کا میں نے مذہب کی تاریخ میں کوئی نشان نہیں دیکھا۔ مگر جغرافیائی فتح صرف اس جگہ نظر آتی ہے جہاں پیغام کے غلبہ کے ساتھ وہ فتح نصیب ہوتی ہے۔ حقیقت میں قرآن کریم نے اس مضمون کو سورۃ نصر میں خوب کھول کر بیان فرما دیا ہے اور ہمیشہ کے لئے ہماری راہنمائی فرما دی کہ اللہ کے نزدیک حقیقی فتح اور حقیقی نصر کیا ہوتی ہے۔ فرمایا:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

(سورۃ النصر)

کہ جب تو دیکھے کہ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ: اللہ کی فتح آگئی۔ وَالْفَتْحُ: اور اس کی طرف سے فتح عطا ہوئی تو کیا نظارہ دیکھے گا۔ یہ نہیں کہ تم فوج در فوج علاقوں کو فتح کرتے ہوئے دندناتے ہوئے ان علاقوں پر قبضہ کرو گے بلکہ یہ نظارہ تم دیکھو گے کہ فوج در فوج وہ جو اس سے پہلے تمہارے غیر تھے، جو اس سے پہلے تم سے دشمنی رکھتے تھے وہ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں گویا دین میں فوج در فوج داخل ہونے کا نام فتح ہے نہ کہ غیر لوگوں کے علاقے میں فوج در فوج داخل ہونے کا نام فتح ہے۔ پس فتح کا جو اسلامی تصور اور دائمی تصور جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے قرآن کریم کی اس سورۃ نے پیش فرمایا۔ یہی وہ تصور ہے جو حقیقی ہے، دائمی ہے، جو خدا کے نزدیک بھی معنی رکھتا ہے۔ اس کے سوا باقی سب تصورات انسانی جذبات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

پس اگر جماعت احمدیہ چاہتی ہے اور واقعۃً تمام دنیا کی جماعت یہ چاہتی ہے کہ قادیان دائمی مرکز سلسلہ میں واپسی ہو تو ایسے نہیں ہوگی کہ تمام علاقہ تو احمدیت سے غافل اور دور رہا ہو اور تمام علاقہ اسلام سے نابلد اور ناواقف رہے اور ہم یہاں سے چند لوگ واپس آکر یہاں بیٹھ رہیں۔ اس کا نام قرآنی اصطلاح میں نصرت اور فتح نہیں ہے۔ اس لئے اگر کسی ذہن میں یہ وہم پیدا ہوا ہے تو اس وہم کو دل سے نکال دے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی اور ہندوستان کے احمدیوں کے لئے بھی

میرا یہ پیغام ہے

کہ آپ خدا سے وہ فتح مانگیں اُس نصرت کے طلب گار ہوں جس کا ذکر قرآن کریم کی اس چھوٹی سی سُورۃ میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرما دیا گیا۔

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۙ

کہ دیکھو تمہیں ایک عجیب اور ایک عظیم فتح عطا ہونے والی ہے۔ تم ان لوگوں کے گھروں پر جا کر قبضہ نہیں کرو گے۔ تم لوگوں کے ممالک اور وطنوں پر جا کر فتح کے نقارے نہیں بجاؤ گے بلکہ فوج در فوج لوگ تمہارے دین میں داخل ہوں گے اور یہی وہ فتح ہے یہی وہ نصرت ہے جو خدا کے نزدیک کوئی قیمت اور معنے رکھتی ہے۔ پس خصوصیت کے ساتھ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج بھی ہے، ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے۔ جسے سمجھنا اور قبول کرنا آج کے وقت کا تقاضا ہے۔

آئندہ ایک سو سال

محنت کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔ اور محنت کا آغاز کرنا ہوگا۔ ایسی محنت جس کے نتیجہ میں رُوحانی انقلابات برپا ہونے شروع ہوں۔ پاکستان میں بھی اور ہندوستان میں بھی کثرت کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پھیلے اور کثرت کے ساتھ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوں۔ یہی وہ حقیقی فتح ہے جس کے نتیجہ میں قادیان کی اس واپسی کی داغ بیل ڈالی جائے گی جس واپسی کی خوابیں آج سب دُنیا کے احمدی دیکھ رہے ہیں لیکن وہ خوابیں تب ہی تعبیر کی صورت میں ظاہر ہوں گی جب ان خوابوں کی تعبیر کا حق ادا ہوگا۔ اور خوابوں کی تعبیر بنانا اگرچہ تقدیر کا کام ہے لیکن انسانی تدبیر کے ساتھ اس کا گہرا دخل ہے اور قرآن کریم نے جو مذہبی تاریخ ہمارے سامنے رکھی ہے اس میں اس مضمون کو خوب کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ الٰہی بشارتوں کے وعدے بھی اگر قوم تقدیر کے رُخ پر تدبیر اختیار نہ کرے تو ٹل جایا کرتے ہیں۔ اور انذار کے ٹلنے کی تو بے شمار مثالیں ہیں جب بھی کسی قوم نے اپنے دل کی حالت بدلی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انذار کی تقدیر بھی بدل گئی۔ اور وہ قوم جو اپنے دل کی حالت کو بدل کر بگاڑ کی طرف مائل ہو جائے خُدا تعالیٰ کی مبشر تقدیر بھی اس قوم کے لئے بدل جایا کرتی ہے۔ پس ہماری تقدیر کا ہماری اس تقدیر سے گہرا تعلق ہے جو اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں رُونما ہوتی ہے اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا پانی آسمان سے برستا ہے۔

پس میں ایک دفعہ پھر جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور جماعتہائے احمدیہ پاکستان کو خصوصیت سے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ایک جھرجھری لے کر بیدار ہو جائیں۔ آپ کے اندر وہ صلاحیتیں موجود ہیں جو انقلاب برپا کرنے والی صلاحیتیں ہوا کرتی ہیں۔

آپ جیسی اور کوئی قوم دُنیا میں موجود نہیں۔

آپ وہ ہیں جنہوں نے سرتاپا اپنے آپ کو خُدا کے حضور پیش کر رکھا ہے۔ اور اس دُنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا سے الگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہر قسم کی تکالیف اور دکھوں کو برداشت کرتے ہوئے توحید اور حق کے ساتھ چمٹے ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۔[1] کہ اے ہمارے رب! ہم نے ایک مناد پکارنے والے کی آواز کو سُنا جو یہ اعلان کر رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ فَاٰمَنَّا۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ پس آپ مومنوں کی وہ جماعت ہیں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں کہ وہ آپ کی برائیوں کو دُور فرمائے گا۔ آپ کی کمزوریوں سے درگزر فرمائے گا۔ اور آپ کو دن بدن رُو بہ اصلاح کرتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ موت نہیں آئے گی سوائے اس کے کہ خدا کی نظر میں آپ ابرار میں شامل ہو چکے ہوں۔

یہ وہ وعدے ہیں جو آج جماعت احمدیہ کے سوا تمام دُنیا میں کسی اور مذہبی جماعت سے نہیں۔ کسی اور سیاسی جماعت سے نہیں۔ کسی قوم سے نہیں۔ آپ سے ہیں۔ آپ سے ہیں۔ آپ سے ہیں۔ پس جب خدا کے نزدیک آپ کے اندر یہ صلاحیتیں موجود ہیں کہ ایمان کے بعد آپ کی بدیاں دُور ہونی شروع ہوں۔ آپ میں نئی صلاحیتیں جاگنی شروع ہوں۔ اور خدا کے رستہ میں آپ ترقی کرتے ہوئے دن بدن ہر بدی کے بدلے اپنی ذات میں حُسن پیدا کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ[1] کا وقت آ پہنچے۔ ایسی حالت میں آپ اپنے رب کے حضور لوٹ رہے ہوں کہ خدا کی نظر آپ پر اس حالت میں پڑ رہی ہو کہ خدا آپ کو ابرار کے زمرے میں شمار کر رہا ہو۔ پس یہ وہ صلاحیتیں ہیں جن سے آپ آشنا تو ہیں لیکن ان کی اہمیت ابھی دِل میں پُوری طرح اجاگر نہیں ہوئی۔ پُوری طرح وہ اہمیت دل میں بیدار نہیں ہوئی۔ آپ کو معلوم نہیں کہ

آپ کے ساتھ انقلاب کے تار وابستہ ہیں۔

آپ محمد دین کی دعوت کے ساتھ آج دُنیا کی تقدیر وابستہ ہو چکی ہے۔ آپ اُٹھیں گے تو دُنیا جاگ اُٹھے گی۔ آپ مومن بنیں گے تو سارا عالم مومن ہو جائے گا۔ اس لئے آج آپ دُنیا کا دل ہیں۔ آج آپ دُنیا کا دماغ ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے وہ سعادت نصیب فرمائی ہے جس کے نتیجہ میں تمام دُنیا کو سعادتیں نصیب ہوں گی۔ پس اس پہلو سے اپنے مقام اور مرتبے کو پہچانیں اور نئے عزم کے ساتھ، نئے ولولوں کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام اپنے ماحول اپنے گرد و پیش میں دینا شروع کریں۔ بظاہر یہ ایک بہت دُور کی بات دکھائی دیتی ہے کہ اتنے تھوڑے سے احمدی جو اس وقت پاکستان میں بھی اپنی ظاہری طور پر معقول تعداد کے باوجود پاکستان کے باقی باشندوں کے مقابل پر اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے کہ اپنے بنیادی حقوق ان سے حاصل کر سکیں۔ ہندوستان کے احمدیوں کا حال مقابلۃً اس سے بھی زیادہ نازک ہے۔ اتنی معلوم تعداد ہے کہ اس تعداد کو دیکھتے ہوئے دنیا کے حساب سے اندازہ لگانے والا یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس قوم کو کبھی غلبہ نصیب ہو سکتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کا جو وعدہ ہے وہ بہرحال پورا ہوگا۔ وہ صفاتِ حسنہ آپ کو عطا ہو چکی ہیں۔ ان صفات سے کام لینا اور باشعور طور پر یہ یقین رکھنا کہ آپ ہی کے ذریعہ دُنیا میں انقلاب ہوگا یہ سب سے پہلا قدم ہے جو انقلاب کی جانب آپ اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ قدم آپ اُٹھائیں تو خدا کی تقدیر دس قدم آپ کی طرف آئے گی۔ آپ چل کر خدا کی تقدیر کی طرف آگے بڑھیں تو خدا کی تقدیر دوڑ کر آپ کی طرف آئے گی۔ پس دُنیا کا اندازہ اپنی جگہ درست لیکن رُوحانی انقلابات کے لئے جو اندازہ قرآن کریم نے پیش فرمایا ہے جس پر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے روشنی ڈالی ہے وہ یہی بتاتا ہے کہ انسان کے ساتھ جب خدا تعالیٰ کی تقدیر شامل ہو جائے تو فاصلے بہت تیزی سے کٹنے لگتے ہیں اور انسانی کوششوں سے کئی گنا زیادہ ان

محنتوں کو پھل

عطا ہوتا ہے جو انسان خُدا کی راہ میں صرف کرتا ہے۔ پس بظاہر ناممکن کام ہے لیکن ممکن ہو سکتا ہے۔ پہلے بارہا ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی ناممکن ممکن بنا دیا گیا تھا۔ اور آج پھر اس ناممکن کو ممکن بنانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اُن غلاموں کا کام ہے جنہوں نے آپ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے وقت کے امام کو قبول کیا۔ اس کی آواز کو سُنا اور اس پر لبیک کہا۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ اپنی اس ذمہ داری کو خوب اچھی طرح سمجھنے لگے گی۔ لیکن

ذمّہ داری کا لفظ

حقیقت میں اس صورتِ حال پر موزوں نظر نہیں آتا۔ کیونکہ ذمّہ داری میں ایک قسم کا بوجھ کا مضمون شامل ہے۔ ذمّہ داری یوں لگتا ہے جیسے کسی طالب علم کو جس کا دل پڑھنے کو نہ چاہ رہا ہو یہ بتایا جا رہا ہو کہ تمہاری ذمّہ داری ہے کہ تعلیم حاصل کرو۔ اس کے بغیر تم دُنیا میں ترقی نہیں کر سکو گے۔ ذمّہ داریوں کے ان معنوں میں رُوحانی قومیں انقلاب برپا نہیں کیا کرتیں۔ ذمّہ داری کی بجائے خدا کے کام ان کے دل کے کام بن جایا کرتے ہیں۔ ان کی جان کی لگن ہو جاتے ہیں۔ ان کے ذہنوں کی وہ اعلیٰ مُرادیں بن جاتے ہیں جن کی خاطر وہ جیتے ہیں جن کی خاطر وہ مرتے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو انقلاب برپا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ پس بہتر الفاظ کی تلاش میں میں اگرچہ صحیح لفظ تلاش نہیں کر سکا اس لئے میں نے بار بار لفظ ذمّہ داری استعمال کیا ہے۔ لیکن ان معنوں میں ذمّہ داری نہیں جن معنوں میں قرآن کریم نے اِصْرًا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یعنی بوجھ کے معنوں میں نہیں بلکہ ایسے اعلیٰ مقصد کے اظہار کے طور پر میں یہ لفظ بول رہا ہوں جس مقصد سے انسان کو عشق ہو چکا ہو۔ جو اس کے دل کی لگن بن چکا ہو جیسے محبوب کے پیار کے نتیجہ میں عاشق طرح طرح کی قربانیاں کرتا ہے اور ان کے دکھ محسوس نہیں کرتا۔ محسوس کرتا بھی ہے تو وہ زیادہ پسند کرتا ہے کہ وہ دُکھ محسوس کرے۔ اور اپنے محبوب کی راہ پر چلتا رہے بجائے اس کے کہ آرام سے اپنے گھر بیٹھا رہے یا کسی اور طرف کا رُخ اختیار کرے۔ پس احمدیت سے ان معنوں میں حقیقی پیار ہونا ضروری ہے کہ احمدیت کا پیغام آپ کے دلوں کی آرزو بن جائے۔ آپ کی اُمنگیں ہو جائے۔ آپ کی تمنا بن جائے۔ وہ خوابیں بن جائے جس میں آپ بستے رہیں۔ محض قادیان کی واپسی ہی پیشِ نظر نہ ہو بلکہ اسلام کے

قادیان میں فتح اور غلبہ کے ساتھ واپسی

کی اُمنگ پیشِ نظر رہے۔ ورنہ چند احمدیوں کا واپس آ کر یہاں بس جانا حقیقت میں کوئی بھی معنی نہیں رکھتا۔ یہ درست ہے کہ ہم جب یہاں آئے تو یہاں کے باشندگان نے بڑی وسیع حوصلگی کا ثبوت دیا۔ بڑی سخاوت کے ساتھ، بڑی وسیع القلبی کے ساتھ ہمیں خوش آمدید کہا اور جن گلیوں اور سڑکوں سے ہم گذرے ہمیں بارہا یہ آوازیں آئیں کہ آپ آ جائیں اور یہیں

[1] سُورۃ آل عمران: ۱۹۴

بس رہی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات ان کے حسنِ اخلاق پر روشنی ڈالنے والی تھی۔ اور اُن کے اِس حسینِ تعلق کا دل پر بہت گہرا اثر پڑا لیکن درحقیقت یہ آواز نہیں ہے جو احمدیت کو دوبارہ قادیان کی طرف لائے گی بلکہ وہ آواز ہے جو اٰمَنَّا اور صَدَّقْنَا کی آواز ہے وہ ان گلیوں سے اُٹھنے لگے۔ وہ اس ماحول سے اُٹھنے لگے اور کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے، آپ کو حق جاننے والے، آپ کو حق پرست سمجھنے والے یہاں پیدا ہوں تب وہ صورتِ حال پیدا ہوگی کہ احمدیت فتح و غلبہ کے ساتھ اپنے وطن کو واپس لوٹے گی۔ اس وقت تک جو بھی خدا کی تقدیر ظاہر ہو ہم نہیں جانتے کہ کس طرح ظاہر ہوگی اور کب ظاہر ہوگی ہم اس پر راضی ہیں وہ ہمارے قربانی دینے والے جو بھائی ایک لمبے عرصہ سے ان مقدس مقامات کی حفاظت کر رہے ہیں ہم ان کے دل کی گہرائیوں سے ممنون ہیں اور اُن کو یقین دلاتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی بستا ہے وہ آپ کی قدر کرتا ہے۔ آپ کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اگر ہم سے آپ کے حقوق ادا کرنے میں پیچھے کوئی غفلت ہوئی تو میں اقرار کرتا ہوں کہ ہم ان غفلتوں کے نتیجہ میں اپنے خدا سے معافی مانگتے ہوئے ہر قسم کی تلافی کی کوشش کریں گے۔ قادیان کی واپسی جب بھی ہو اُس سے پہلے پہلے لازم ہے کہ یہاں آپ کی عزت اور آپ کے وقار کو بحال کیا جائے۔ تاکہ آپ سربلندی کے ساتھ ان گلیوں میں پھر سکیں۔ آپ کو کوئی احساسِ محرومی نہ رہے۔ اس لئے

مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے

اور اللہ کی تقدیر سے اُمید رکھتا ہوں کہ مجھے توفیق بخشے گا کہ اس فیصلہ پر عملدرآمد کرکے دکھاؤں کہ قادیان کے درویشوں کی دنیا اور آخرت کے لئے بہتری کے جو کچھ بھی سامان ہو سکتے ہیں ہم ضرور وہ سامان پورا کریں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ واپسی سے پہلے پہلے وہ حالات پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جن کے نتیجہ میں آپ نفس کی پوری عزت اور احترام کے ساتھ سربلند کرتے ہوئے ان گلیوں میں پھریں اور پھر ہمیں خوش آمدید کہیں اور پھر ہمیں اس طرح بلائیں جس طرح ایک معزز میزبان اپنے مہمان کو بلاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آئیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ جو دو تین دن قادیان میں ہیں، مختلف منصوبے سوچنے اور اُن پر عمل درآمد کرنے کے متعلق لائحہ عمل تیار کرنے میں صرف کریں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ مَیں نے گزارش کی ہے قادیان ہی نہیں بلکہ قادیان کی برکت سے

قادیان کے درویشوں کی برکت سے

ان منصوبوں کا فیض سارے ہندوستان کی جماعتوں کو پہنچے گا اور انشاء اللہ دن بدن یہاں کے حالات تبدیل ہونا شروع ہوں گے۔ یہاں کے حالات تبدیل ہوں گے تو پھر آپ ہمیں بلانے کے اہل ثابت ہوں گے۔ خدا کرے کہ جلد ایسا ہو اور خدا کرے کہ پاکستان کے حالات بھی تبدیل ہوں اور جلد تر تبدیل ہوں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ پہلے واپسی کہاں ہے۔ مگر جہاں بھی اس کی انگلی اشارہ کرے گی، ہم غلامانہ اس کی پیروی کرتے ہوئے حاضر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہر حال میں رضا اور صبر کے ساتھ اپنے مولا کا پیار حاصل کرتے ہوئے جان دیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ٭

منظوری صوبائی اُمراء بہار - یو۔پی اور تامل ناڈو

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت مندرجہ ذیل احباب کو صوبائی امیر نامزد فرمایا ہے۔ ان کے اس عہدہ کی میعاد ۳۰/۶/۹۵ تک ہوگی۔

(۱)۔ مکرم سید فضل احمد صاحب پٹنہ۔ صوبائی امیر بہار۔
(۲)۔ مکرم محمد زاہد صاحب سولیجہ کانپور۔ صوبائی امیر یو۔پی۔
(۳)۔ مکرم محمد احمد صاحب مدراس۔ صوبائی امیر تامل ناڈو۔

حضور انور نے منظوری مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ تقرریاں ہر لحاظ سے بے حد کامیاب اور مبارک فرمائے اور ان جماعتوں میں عظیم الشان روحانی تبدیلیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

پریمی رُوپ نگر کو آئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ منظوم کلام
بموقعہ صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء

اپنے دیس میں اپنی بستی میں، اک اپنا بھی تو گھر تھا
جیسی سُندر تھی وہ بستی، ویسا وہ گھر بھی سُندر تھا
دیس بدیس لئے پھرتا ہوں، اپنے دل میں اُس کی کتھائیں
میرے من میں آن بسا ہے، تن من دھن جس کے اندر تھا
سادہ اور غریب تھی جنتا، لیکن نیک نصیب تھی جنتا
فیض رساں عجیب تھی جنتا، ہر بندہ، بندہ پرور تھا
سچّے لوگ تھے سچّی بستی، کرموں والی اُچی بستی!
جو اُونچا تھا نیچا بھی تھا، عرش نشیں تھا، خاک بسر تھا
دھرتی تھی اُس کی آکاشی، اُس کی پرجا تھی پرکاشی
جس کی صدیوں تھی ابلاشی، گلی گلی کا وہ منظر تھا
کرتے تھے آ آ کے بسیرے پنکھ پکھیرو شام سویرے
پھولوں اور پھلوں سے بوجھل بُستاں کا ایک ایک شجر تھا
اُس کے گُنوں کا چرچا جاگا، دیس بدیس میں ڈنکا باجا
اُس بستی کا پریتم راجا، کرشن کنہیا مُرلی دھر تھا
چاروں اور بجی شہنائی، بھجنوں نے اک دھوم مچائی
رُت بھگوان ملن کی آئی، پریتم کا درشن گھر گھر تھا
گوتم بدھا بُدھی لایا، سب رشیوں نے درس دکھایا
عیسیٰ اُترا، مہدی آیا، جو سب نبیوں کا مظہر تھا
مہدی کا دلدار محمد، نبیوں کا سردار محمد
نورِ نظر سرکار محمد، جس کا وہ منظورِ نظر تھا
آشاؤں کی اُس بستی میں، مَیں نے بھی فیض اُس کا پایا
مجھ پر بھی تھا اُس کا چھایا، جس کا مَیں ادنیٰ چاکر تھا
اتنے پیار سے کس نے دی تھی، میرے دل کے کواڑ پہ دستک
رات گئے میرے گھر کون آیا، اُٹھ کر دیکھا تو ایشر تھا
عرش سے فرش پہ مایا اُتری، رُوپا ہو گئی ساری دھرتی
مٹ گئی کلفت، چھا گئی مستی، وہ بھائیں تھا من مندر تھا
تجھ پر میری جان نچھاور، اتنی کرپا اک پاپی پر
جس کے گھر نارائن آیا، وہ کیڑی سے بھی کمتر تھا
رب نے آخر کام سنوارے، گھر آئے برہا کے مارے
آ دیکھے اُونچے منارے، نورِ خدا تا حدِ نظر تھا
مولیٰ نے وہ دن دکھلائے، پریمی رُوپ نگر کو آئے
ساتھ فرشتے پر پھیلائے، سایۂ رحمت ہر سر پر تھا
عشقِ خدا منہوں پر وسّے، پھوٹ رہا تھا نور نظر سے
اکھیوں سے مے پیت کی برسے، قابلِ دید ہر دیدہ ور تھا
لیکن آہ جو رستہ تکتے، جان سے گزرے تجھ کو ترستے
کاش وہ زندہ ہوتے جن پر ہجر کا اک اک پل دوبھر تھا
آخر دم تک تجھ کو پکارا، آس نہ ٹوٹی، دل نہ ہارا
مُصلحِ عالم باپ ہمارا، پیکرِ صبر و رضا، رہبر تھا
سدا سہاگن رہے یہ بستی، جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی
جس سے نور کے سوتے پھوٹے، جو انوار کا اک ساگر تھا
یہ سب نام خدا کے سُندر، واہے گورو، اللہ اکبر
سب فانی، اک وہی ہے باقی، آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

نوٹ:۔ ادارہ بدر یہ نظم کیسٹ سے اتار کر اپنی ذمہ داری پر قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

جاتے رہے اور تعمیری منصوبہ بندی میں ان کو اور ان کے ساتھ ایسوسی ایشن کے ساتھیوں کو خدا کے فضل سے خاص خدمت کی توفیق ملی ہے۔ یہ کام ابھی جاری ہے اور قادیان میں جو تعمیری منصوبے ہیں یہ انشاء اللہ آئندہ کئی سالوں تک پھیلے رہیں گے اور کام بڑھتا رہے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ جس اخلاص کے ساتھ پہلے تمام دنیا کے احمدیوں نے جن کو انجینئرنگ سے تعلق ہے خدمت میں حصہ لیا ہے آئندہ بھی انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرماتا رہے گا۔

قادیان کے ناظر صاحب اعلیٰ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور ان کے ساتھی ناظروں اور نائب ناظروں نے بھی بہت لمبا عرصہ ان انتظامات کو مکمل کرنے میں بہت محنت سے کام کیا ہے۔ اور قادیان کے درویشوں کا جو حال تھا وہ ایک الگ باب ہے اس کے نتیجہ میں [illegible] سے تعاون بھی بہت ملا ہے اور جو جو تعاون کرنے والے بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

ہندوستان کی حکومت

نے بھی ہر طرح سے تعاون کیا اور پنجاب کی حکومت نے بھی بہت ہی غیر معمولی تعاون کیا ہے۔ یہاں تک کہ تمام عرصہ جب تک کہ میرا وہاں قیام رہا ہے خواہ تھوڑی سیر کے لئے تھوڑی دیر کے لئے کہیں جانا ہوتا تھا تب بھی وہاں پولیس کے تھانے کے انچارج اور ان کے ساتھی بہت ہی مستعدی کے ساتھ آگے پیچھے ہر طرح نگرانی کرتے تھے اور باہر نکلنے کی صورت میں جب قادیان سے باہر چند گھنٹے کے لئے جانا پڑا تو اس وقت بھی کوئی چالیس پچاس افراد پر مشتمل پولیس کی نفری تھی جو ساتھ تھی اور جگہ جگہ کے ڈی ایس پی بھی شامل ہوتے رہے اور انسپکٹر پولیس وغیرہ بہت ہی مستعدی کے ساتھ انہوں نے اس طرح خدمت کا حق ادا کیا ہے جیسے کوئی احمدی خود لگن کے ساتھ شوق سے خدمت کر رہا ہو تو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر صاف کارفرما دکھائی دیتی تھی۔ قادیان کے بوڑھوں مردوں عورتوں بچوں نے تو اپنی طاقت کی آخری حدوں کو چھو لیا جسم و جان [illegible] جو ان کے لئے ممکن تھا انہوں نے خدمت کی لیکن باہر سے جانے والوں نے بھی ماشاء اللہ اس کام کو آسان کرنے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ انگلستان کی جماعت کو بھی خدا نے توفیق بخشی۔ بہت ہی مستعد کارکن یہاں سے گئے ہیں اور مسلسل انتھک رنگ میں انہوں نے خدمت کی ہے۔ اسی طرح پاکستان سے کثرت کے ساتھ شامل ہونے والوں میں سے ایک بڑی تعداد کو بہت عمدہ اور قابل قدر خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح ہندوستان کی جماعتوں نے جو دور دور سے آئے ہوئے مہمان بھی تھے اور میزبان بھی بن گئے تھے اور ہر موقعہ پر جب بھی ان کی خدمت کی ضرورت پیش آئی ہے انہوں نے بڑے شوق اور ولولے کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں اڑیسہ کی جماعت، کرناٹک کی جماعت، کیرالہ کی جماعت، کشمیر کی جماعت، آندھرا پردیش کی جماعت، پنجاب کی اور دہلی کی جماعتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سب جماعتوں میں بہت ہی ولولہ اور جوش پایا جاتا ہے۔ دہلی کے قیام کے دوران چونکہ مقامی سیکیورٹی کی ضرورت کے لئے دہلی کی مقامی جماعت میں کافی افراد نہیں تھے اس لئے وہاں آندھرا پردیش کے نوجوانوں نے بہت ہی خدمت کی ہے۔ دہلی والوں نے بھی بھرپور حصہ لیا اور اسی طرح کشمیر اور دوسری جگہوں سے آنے والے افراد کو بھی خدا نے توفیق بخشی، غرضیکہ اس جلسہ میں کام کرنے والے اور خادم اور مخدوم دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جل گئے تھے کہ میرے اور تیرے کی تمیز ممکن نہیں رہی۔

ہر شخص میزبان بھی تھا اور مہمان بھی تھا

اور یہ ایک ایسا بھرپور جذبہ تھا جو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی کا اعجاز ہے اور ساری دنیا میں آپ تلاش کر کے دیکھ لیں، چراغ لے کے ڈھونڈیں آپ۔ کوئی ایسی جماعت دنیا کے پردے میں کہیں نظر نہیں آئے گی جو خدا کے فضل کے ساتھ اس طرح گہرے باہمی محبت کے رشتوں میں منسلک ہو کہ خادم اور مخدوم کی تمیز اٹھ جائے۔ ہر شخص خادم بھی ہو اور ہر شخص مخدوم بھی ہو۔ اسی پہلو سے جب میری نظر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس ارشاد پر پڑتی ہے کہ سید القوم خادمہم تو اس کی ایک نئی تفسیر سامنے ابھر آتی ہے آپ نے فرمایا کہ قوم کا سردار وہی ہوتا ہے جو قوم کا خادم ہو۔ سردار کے لئے خادم ہونا ضروری ہے کہ خادم ہو کر اپنا سردار بنایا کرے۔ یہ دونوں پیغام ہیں لیکن جماعت احمدیہ پر جس شان کے ساتھ اس مضمون کا اطلاق ہوتا ہے اس نے میرے ذہن میں یہ بات ابھاری کہ اس دنیا میں سب ہی خادم ہیں اور آپ ہی مخدوم ہیں کیونکہ یہ دونوں

صلاحیتیں یکجا طور پر جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی اور جماعت میں اکٹھی نہیں مل سکتیں آپ نظر دوڑا کر دیکھیں مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں، ترقی یافتہ مغربی اقوام ہوں یا پیچھے رہ جانے والی مشرقی اقوام کسی مذہب سے تعلق رکھنے والی ہوں، کسی جغرافیائی حدود سے تعلق رکھنے والی ہوں یہ اعلیٰ شان کا امتزاج کہ خادم مخدوم ہو جائے اور مخدوم خادم بن جائے یہ جماعت احمدیہ کے سوا دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گا پس ان معنوں میں آپ نے اپنے عمل سے یہ بات ثابت کر دکھایا ہے کہ آپ ہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس عظیم الشان عارفانہ تعریف کے مستحق اور اس تعریف کے نتیجہ میں آئندہ دنیا کے سردار بننے والے ہیں کیونکہ آپ کے اندر یہ دونوں صلاحیتیں یکجا کر دی گئی ہیں۔

جہاں تک آئندہ زمانہ کے حالات کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جلسہ ایک تاریخ ساز جلسہ تھا محض تاریخی جلسہ ہی نہیں تھا کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی پیشگوئیاں اس کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان پیشگوئیوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ کے بعد خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کی ہوائیں چلائے گا اور ہر طرف غیر معمولی ترقی کے سامان پیدا ہوں گے۔ اس ضمن میں ایک خوشخبری تو ہندوستان چھوڑنے سے پہلے ہی مل گئی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ

سکھر کے دو اسیران راہ مولا

لمبی مشقتوں اور دکھوں کے بعد آزاد کئے گئے۔ آج صبح ہی کراچی میری بات ہوئی تو وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے یہاں تو جماعت میں ایک جشن کا سا سماں تھا اور بہت ہی عزت اور محبت سے جماعت نے ان سے سلوک کیا اور غیر معمولی خوشیوں کے سامان تھے تو یہ جو اسی مقدس جلسہ کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے اور اس یقین دہانی کے لئے کہ خدا کی طرف سے خاص تقدیر کے طور پر یہ نشان ظاہر ہوا ہے جب میں آج دفتر میں ڈاک دیکھنے گیا تو گوٹھ علم دین سندھ سے آئے ہوئے ایک خط میں ایک خواب درج تھی۔ یہ گوٹھ علم دین کنری ضلع تھرپارکر کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں ابتداء میں کچھ احمدی ہوتے تھے اور ان کے اخلاص کی وجہ سے اور غیر معمولی خواہش کے نتیجہ میں کہ میں خود وہاں جاؤں، بہت پہلے کی بات ہے میں کنری سے وہاں گیا اور وہاں لمبی مجلس لگی اور اللہ کے فضل سے تقریباً سارے گاؤں کو ہی احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی تو اس پہلو سے اس گاؤں کے ساتھ میرا خاص تعلق رہا ہے اور میں پوچھتا رہتا ہوں تو جانے سے پہلے میں نے کسی احمدی دوست کو ایک خط لکھا تھا اور پرانی باتیں یاد کر کے اور بعض پرانے نام لے کر اپنا محبت بھرا پیغام بھیجا تھا اس کے جواب میں ان کا خط آیا ہوا تھا اور خاص بات انہوں نے یہ لکھی کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ہمارے سکھر کے اسیر آزاد ہو گئے ہیں اور اللہ کے فضل سے بہت خوشی کا سماں ہے اور میرے پاس بھی حضور تشریف لاتے ہیں، تو ایک مہینے کے خط میں ایک ہی رؤیا ہے جس کا تعلق سکھر کے اسیروں کے ساتھ تھا اور ساتھ ہی ان کی دعا بھی ہے کہ خدا کرے میری یہ رؤیا پوری ہو جائے۔ چنانچہ پیشتر اس سے کہ میں وہ خط پڑھتا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ رؤیا پوری ہو چکی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پیار کے اظہار کے انداز ہیں اور یہ یقین دلانے کے لئے ہیں کہ یہ اتفاقی حادثات نہیں ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے تقدیر الٰہی کے مطابق ہو رہا ہے ورنہ ایک سے زیادہ خواب اچھے ہوئے خیالات کے آتے ہی رہتے ہیں جس میں مبہم سے رنگ میں بعض خوشخبریاں بھی ہوتی ہیں لیکن سکھر کے اسیروں سے تعلق رکھنے والی یہ ایسی واضح خوشخبری اور اس کی TIMING کہ کس طرح وہ خط لکھا گیا اور کس وقت پہنچا کہ جب وہ خبر بھی پہنچ رہی تھی، یہ ساری باتیں اہل ایمان کے ایمان کو بڑھانے کا موجب بنتی ہیں۔ پس یہ بھی

قادیان کے جلسہ کی برکت

اور اس کے بعد کے آنے والے پُر فضا دور کی خوشخبری ہے اور اس کے آغاز کی وہ لہریں ہیں جو بعض دفعہ اچھے موسم آنے سے پہلے ہوائیں پیدا ہوتی ہیں اور انسان کی روح کو طراوت بخشتی ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اور بھی بہت سی خوشخبریاں خدا تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوں گی۔

قادیان کے مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ وہاں کی تھوڑی آبادی ہے۔ بعض دوستوں کو قادیان کے اس سفر کے نتیجہ میں بہت امید پیدا ہو گئی کہ اب قادیان کی واپسی قریب

ہے لیکن میں جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں اور گزشتہ خطبہ میں بھی میں نے مختصراً اس پر گفتگو کی تھی کہ واپسی کوئی ایک دم آناً فاناً رونما ہونے والا واقعہ نہیں ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک دفعہ لے کر جائے گا، پھر بار بار لائے گا اور امن کے ماحول میں ایسا ہوتا رہے گا۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ خدا کی کیا تقدیر کب ظاہر ہوگی اور اس کا منشاء کیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک مرکز سلسلہ باہر رہے، دارالہجرت میں باہر خواہ وہ دارالہجرت پاکستان کا ہو یا کسی اور جگہ کا اور قادیان کے حالات ایسے ہوں کہ بار بار خلفاء سلسلہ کو وہاں جانے کی توفیق ملتی رہے اور باہر بیٹھ کر قریب کی نگرانی کا بھی موقعہ ملتا رہے۔ اس لئے خوابوں میں بسنا ان معنوں میں تو درست ہے کہ خدا تعالیٰ جو رؤیا دکھائے، جو خوشخبریاں دکھائے ان امیدوں میں انسان بسا رہے، یہی ایمان کی شان ہے۔ لیکن ان معنوں میں خوابوں میں بسنا درست نہیں کہ اپنی مرضی سے اپنے من کی باتوں کو تقدیر بنا بیٹھے اور پھر یہ سمجھے کہ جو میری خواہشات اور تمنائیں ہیں جیسے میں ان کو سمجھا ہوں اسی طرح خدا کی تقدیر ظاہر ہوگی۔ یہ طریق درست نہیں ہے یہ ایک بچگانہ طریق ہے اس لئے سب سے پہلے تو جماعت کو اپنی امیدوں اور تمنّاؤں کی صحت کا خیال رکھنا چاہیئے اور ان کو رستے سے بد کنے اور بھٹکنے نہیں دینا چاہیئے۔ راستے وہی متعین ہیں، جو خدا تعالیٰ کی تقدیر میں مقدر ہیں اور جن کی خوشخبریاں اللہ تعالیٰ پہلے اپنے برگزیدہ بندوں کو عطا فرما چکا ہے۔ ان کی روشنی میں مختلف تعبیریں ہوتی رہتی ہیں۔ مختلف تعبیریں ہو سکتی ہیں اور اس ضمن میں بھی بہت سے خوش فہم لوگ اپنے دل کی تعبیروں کو زبردستی ان الہامات اور پیشگوئیوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تو پھر لوگوں سے شرطیں بھی باندھ بیٹھتے ہیں کہ جو تعبیر ہم نے سمجھی ہے ویسا ضرور ہوگا۔ یہ درست طریق نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں ایک ایسا واقعہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے منع فرمایا کہ خدا کی جو تقدیر ہے وہ تو ظاہر ہوگی۔ خوشخبریاں تو بہر حال پوری ہوتی ہیں لیکن اپنی مرضی سے ایک تعبیر کر کے اس پر تم شرطیں باندھ بیٹھو کہ ضرور ہوگا یہ درست نہیں ہے لیکن جو ہونا ہے اس کی تیاری تو ہم پر فرض ہے میں اس ضمن میں

میں جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں

ایک شخص نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے قیامت کے بارہ میں پوچھا کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ مراد یہ تھی کہ اگر تمہیں دوسری دنیا میں جانے کا شوق ہے تو یہ شوق ایک بیرونی شوق بھی ہو سکتا ہے، ذاتی دلچسپی نہیں بلکہ تعجب کے رنگ میں، استعجاب کے رنگ میں انسان دلچسپی لے سکتا ہے اور یہ دلچسپی بے معنی اور بے حقیقت ہے۔ اگر دوسری زندگی کو حقیقت جانتے ہو اور شوق اس لئے ہے کہ تمہیں پتہ لگے کہ تمہاری بہبود کس چیز میں ہے اور مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے تو پھر تمہیں اس کی تیاری کرنی چاہیئے اور یہی مضمون ہے جو آج کے حالات پر صادق آتا ہے۔ مستقبل کے متعلق بعض لوگ شوق سے یا ذرا آنکل پچو کے ذریعہ انسان پیش خبریاں کرتا ہے یا آئندہ زمانے کو دیکھنا چاہتا ہے ویسے دلچسپی لیتے ہیں۔ ایسی دلچسپی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ نفس کا ایک بچگانہ کھیل ہے اس سے زیادہ اس کے کوئی بھی معنی نہیں لیکن مستقبل میں ایک دلچسپی ایسی ہے جو زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک انسان اپنے تن من دھن کو اسلام اور احمدیت کے اعلیٰ مستقبل کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اور آئندہ مستقبل میں ہونے والے واقعات اس کی سوچوں کا ایک ایسا حصہ بن جاتے ہیں جو اس کے دل کی فکریں ہوتی ہیں۔ اس کے دماغ کے تفکرات ہیں کہ خدا جانے کیا ہو اور کیسا ہو اور میں اپنی فرائض سرانجام دے سکوں یا نہ دے سکوں، یہ وہ دلچسپی ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کا پوچھتے ہو تو بتاؤ کوئی تیاری بھی کی ہے تو جماعت کو اگر

قادیان کی واپسی

میں اور جماعت کے عالمگیر انقلاب میں کوئی دلچسپی ہے تو اس کی تیاری کرنی ہوگی اور قادیان کے سلسلہ میں ابھی بہت کام باقی ہیں۔ جو کچھ خوشخبریاں سطح پر نظر آئی ہیں اور عام آنکھوں نے دیکھ لی ہیں ان کی مثال تو ICEBERG کے اس تھوڑے سے حصے سے ہے جو سطح سمندر پر دکھائی دیتا ہے۔ اس کا اصل حصہ تو پانی میں ڈوبا ہوتا ہے یعنی برف کا تودہ جو سمندر میں تیرتا ہے اس کی تھوڑی سی TIP، تھوڑی سی چوٹی ہے جو سمندر سے باہر نظر آتی ہے۔ ایک دفعہ پہلے بھی میں نے یہ مثال دی تھی جس پر ہندوستان کے سفر میں ایک احمدی دوست نے مجھے توجہ دلائی کہ میں غلطی سے ایک اور نَو کی نسبت بتا بیٹھا۔ میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے توجہ دلائی کہ ایک اور نَو کی نسبت نہیں ہے بلکہ برف کی کثافت پانی کے مقابل پہ جتنی کم ہے اسی نسبت سے اس کا ایک حصہ پانی سے اوپر نکلتا ہے اور غالباً یہ دس میں سے ایک حصہ باہر رہتا ہے اور نو حصے اندر۔ کیونکہ برف کی کثافت پوائنٹ نائن (۰۹) ہے یعنی پانی کی کثافت اگر ایک ہے تو برف پوائنٹ نائن (POINT NINE) یعنی جتنی اس کا زیادہ اور وزن کم تو جس نسبت سے وزن کم ہوگا اسی نسبت سے اس کا ایک حصہ باہر نکلا ہوگا تو بعض دفعہ باہر نکلے ہوئے حصے بھی بہت بڑے بڑے دکھائی دیتے ہیں۔ سمندر میں سفر کرنے والے جانتے ہیں یعنی جن کا کام شمال اور جنوب میں جانا ہے ایسے دوست ہاتھ کے متعلق اپنی زندگی کے واقعات میں بڑے دلچسپ انداز میں تذکرے بھی کرتے رہتے ہیں کہ بعض دفعہ پانی میں سے برف کا اتنا بلند پہاڑ اونچا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ آدمی حیرت اور استعجاب میں ڈوب جاتا ہے لیکن انسان اگر یہ سوچے کہ اس کا حصہ نو حصے زیادہ پانی کے اندر ڈوبا ہوا وہ پہاڑ ہے تو اور بھی زیادہ ہیبت بڑھتی ہے تو یہ خوشخبریاں بھی جب پوری ہوتی ہیں تو ان کا ایک حصہ باہر دکھائی دے رہا ہوتا ہے اور جو ڈوبے ہوئے حصے ہیں وہ مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو مسائل حل ہو جائیں وہ سطح سمندر سے باہر دکھائی دے رہے ہوتے ہیں۔ اور جو ابھی ڈوبے ہوئے ہیں وہ ان سے بہت زیادہ ہوتے ہیں آپ کو ان ڈوبے ہوئے مسائل کی طرف توجہ کرنی ہوگی۔

قادیان کی عظمت اور عزت

اور جلال اور جمال کو بحال کرنے کے لئے ساری دنیا کی جماعتوں کو بہت محنت کرنی ہے اور ہندوستان کی جماعتوں کے کھوئے ہوئے وقار اور مقام کو دوبارہ بحال کرنے کے لئے ساری دنیا کی جماعتوں کو بہت محنت کرنی ہوگی۔

اس سلسلہ میں جہاں تک آبادی کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں قادیان کو INDUSTRIALIZE کرنے میں ضرور محنت کرنی ہوگی۔ جب تک وہاں تجارتی اور صنعتی مراکز قائم نہ کئے جائیں اس وقت تک صحیح معنوں میں باہر سے احمدی آکر وہاں آباد نہیں ہو سکتے اور مقامی احمدیوں کا اکثر حصہ درویشوں کا، اور بعد میں آکر بسنے والوں نے اتنی بڑی قربانی دی ہے کہ وہاں پہنچ کر اندازہ ہوتا ہے، دور بیٹھے اس کی باتیں سن کر آپ کو تصور نہیں ہو سکتا کہ کتنے محدود علاقے میں رہ کر انہوں نے ساری زندگیاں ایک قسم کی قید میں کاٹی ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات کو ایک طرف پھینک دیا، قربان کر دیا، اور مقامات مقدسہ کی حفاظت اور ان کی نگہبانی کے لئے اپنی، اپنے بچوں، اپنے بیگمات کی زندگیاں قربان کیں بہت ہی بڑی عظیم الشان قربانی ہے، اس کا بھی حق ہے اس لئے ساری دنیا کی جماعتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے بھرپور کوشش کریں۔ چنانچہ یہاں سفر سے پہلے میں نے جو تحریک کی اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساری دنیا کی جماعتوں نے بہت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی کہ صرف قادیان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کی دیگر جماعتوں کی بھی اس خاص موقعہ پر خدمت کی توفیق ملی اور یہ جلسہ ان کے لئے روحانی برکتیں بھی لے کر آیا۔ اور جسمانی برکتیں بھی لے کر آیا۔ اور بہت ہی غیر معمولی طور پر ان لوگوں نے اس کی لذت محسوس کی ہے تو یہ جسمانی طور پر جو خدمات ہیں اس میں ساری دنیا کی جماعتوں نے حصہ لیا ہے۔ ورنہ یہ ممکن نہیں تھا اور یہ اچھا ہوا کہ پہلے یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ آپ لوگ اپنے طور پر انفرادی طور پر وہاں جا کر کسی کو دینے کی بجائے جماعت کی معرفت کوشش کریں جو کچھ پیش کرنا ہے جماعت کو دیں۔ تاکہ ایک مربوط طریق پر منظم منصوبے کے ساتھ جو جو ضرورت مند ہیں ان کو یہ چیزیں پہنچائی جائیں اور ان کی عزت نفس پر کوئی ٹھیس نہ آئے ورنہ انفرادی طور پر جب کوئی انسان کسی غریب کی خدمت کرتا ہے تو لینے والے کی آنکھ جھکتی ہے خواہ وہ چیز کتنی ہی محبت سے پیش کی جائے پس خدا تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا اور اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے تمام دنیا کے احمدیوں نے اپنے تحائف مرکز کی معرفت بھجوائے اور بہت بڑی رقوم اس سلسلہ میں اکٹھی ہوئیں جن کے نتیجہ میں جو بھی خدمت کی جا سکتی ہے وہ خوش ہے اور مختلف رنگ کے مختلف طبقات کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عارضی اور بعض

ہو گی اور ایک وزن پیدا ہو جائے گا۔ اس کے نتیجہ میں اور بھی زیادہ علاقہ ایسی نظروں سے جماعت کو دیکھے گا کہ جیسے ہو وقت منتظر ہیں کہ کب آؤ اور برکتیں واپس لے کر آؤ۔ یہ جو احساس ہے یہ اتنا نمایاں احساس ہے اور اس تیزی سے وہاں ترقی کیا ہے کہ ایک سکھ لیڈر اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے کافی بڑا وفد لے کر آئے تھے انہوں نے کہا کہ صاحب آپ لوگ گئے تھے اور ہم یہاں آ کر آباد ہوئے تھے تو لوگ یہیں کہتے تھے کہ

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

ہیں کہ ہم واپس آئیں گے تو ہم آپس میں مذاق کیا کرتے تھے۔ آئیں تو ہم سن لیتے تھے لیکن باہر جا کر آپس میں مذاق کیا کرتے تھے کہ دیکھو جی! کیسے یہ گانا آئیں ہیں۔ ایک دفعہ گیا ہوا اب واپس آتا ہے اور کیسے آ سکتا ہے۔ ہم تو اب یہاں آباد ہو گئے ہیں کہتے ہیں لیکن اب جلسہ کے بعد ہم یہ باتیں سوچتے ہیں کہ مرزا صاحب کی ساری باتیں سچی نکلیں اور ان لوگوں نے آنا ہی آنا ہے اور یہ قادیان کو چھوڑنے والے نہیں اور بھولنے والے نہیں۔ انہوں نے لازماً آنا ہے اور وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی تو دیکھیں خدا تعالیٰ نے آنا فاناً کیسی فضا بدلی ہے اور یہ جو باقی رہنے والی برکتیں ہیں ان سے یہ برکتیں ہیں جن کو سنبھالنا اور ان کی مزید افزائش کرنا جماعت احمدیہ کے نیک اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ محض نیک خواہشات سے تعلق نہیں رکھتا۔ پس میں جو نصیحت کر رہا ہوں اس کو سنجیدگی سے قبول کریں۔ جس کو قادیان میں کسی قسم کی صنعت قائم کرنے یا قادیان سے تجارت کرنے کی توفیق ہو اس کو اس میں ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ قادیان کے درویشوں کو یہ نصیحت کی ہے کہ کشمیر وغیرہ سے اور دوسرے ارد گرد کے علاقوں سے جو چیزیں باہر ایکسپورٹ ہو رہی ہیں تم کوشش کر کے چھوٹی چھوٹی کمپنیاں بنا دو۔ ان میں حصہ لو باہر کے احمدی اس معاملہ میں تمہارے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہمیں لکھو کیا کچھ کر سکتے ہو باہر سے ہم ایسے احمدیوں سے رابطہ کریں گے جو دوسری طرف سے ان کے مددگار ثابت ہوں تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجارتیں چمکیں گی اور وہاں لوگوں کے لئے رزق کے اچھے انتظام پیدا ہوں گے بہت سے احمدیوں کو ایمپلائمنٹ (EMPLOYMENT) ملے گی اور یہ نہیں ہو گا کہ بچے پلے اور پھر رزق کی تلاش میں ساری دنیا میں باہر نکل گئے بلکہ ارد گرد سے، دور دور کی جماعتوں سے احمدی لیکچر بڑے شوق کے ساتھ روحانی کشش کے علاوہ اپنے روزگار کی تلاش میں بھی قادیان آنا شروع ہو جائیں گے اور اس طرح قادیان کی آبادی میں نمایاں اضافہ ہو گا۔

قادیان کی آبادی کا ایک حصہ ایسا ہے جس نے بہر حال قادیان کو سر دست چھوڑنا ہی چھوڑنا ہے اور وہ خواتین ہیں۔ بچیاں ہیں۔ چھوٹی آبادی میں رشتوں کے بہت مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ قادیان کے مرد تو نکل کر روزگار کے لئے باہر نکل جاتے ہیں۔ قادیان کے اکثر نوجوان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً ایسٹ وغیرہ میں بھی ہیں اور باہر اُن کی شادیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ بچیاں پیچھے رہ جاتی ہیں اور اُن کے لئے لازم ہے کہ باہر شادیاں کریں کیونکہ وہاں قادیان میں پیشے والے مقامی مرد اتنی تعداد میں موجود ہی نہیں ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ برکت کے رشتے اور خدمت کے لئے۔ جہاں تک ہو سکے ممکن ہو وہ قادیان سے رشتے تلاش کریں اور اس سلسلہ میں ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو براہ راست بھی لکھیں اور مجھے بھی لکھیں اور ناظر صاحب امور عامہ سے بھی بیشک براہ راست رابطہ کریں۔ بہت سی ایسی بچیاں ہیں جو بہت ہی عمدہ تربیت یافتہ ہیں لیکن تعلقات کی کمی کی وجہ سے اُن کے گرد وہ مزاج ایک قید کا سا ہے ان کا چونکہ محدود ہونے کی وجہ سے وہ اور ان کے والدین نہیں جانتے کہ اچھا رشتہ کہاں مقدر ہے تو ساری دنیا کی جماعتوں کو منظم طور پر اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور میں سمجھتا ہوں کہ امراء اگر وہاں پیغام بھجوائیں کہ ان بچیوں کے کوائف اس شرط پر منگوائیں کہ تصویروں کے ساتھ بھجوائیں۔ تفصیل سے بھجوائیں ہم اپنی تحویل میں رکھیں گے عزت و احترام کے ساتھ ان قواعد کا خیال رکھیں گے اور مناسب رشتوں کی راہنمائی کریں گے کہ فلاں فلاں جگہ وہ کوشش کر لیں تو اس سے اس مسئلہ کے حل میں بہت مدد ملے گی۔

جماعت احمدیہ کا رشتہ ناطے کا جو انتظام ہے

اس میں یہ ذمہ داری نہ جماعت قبول کرتی ہے نہ کر سکتی ہے اور عقلاً کرنی بھی نہیں چاہیئے کہ دونوں فریق کو یقین دلائے کہ یہ رشتہ اچھا ہو گا اور آپ کر لیں گویا کہ جماعت کی ذمہ داری ہے یہ بالکل نامناسب بات ہے۔ نہ جماعت ایسا کرے گی نہ جماعت سے ایسی توقع رکھنی چاہیئے ورنہ ہر رشتہ جس میں خدانخواستہ کوئی نہ کوئی الجھن پیدا ہو جائے اسکی ذمہ داری جماعت پر تھوپی جائے گی کہ جماعت کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ حتی المقدور اپنے علم کے مطابق فریقین کا ایک دوسرے سے تعارف کروا دے گی اور جو معلومات انسان کو معلوم ہو سکتی ہیں اور جو قسم کی معلومات انسان کو نہیں ہو سکتیں، اللہ کے معاملات ایسے ہیں جو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ صدق کے ساتھ اور سچائی کے ساتھ فریقین تک پہنچا دے گی۔ اس سے زیادہ جماعت اور کچھ نہیں کر سکتی اور نہ جماعت سے اس سے زیادہ کسی کو توقع رکھنی چاہیئے لیکن قادیان کے حلقہ کے اندر بہت محدود ہو جاتی ہے ورنہ باہر کے رشتوں میں جاتے اندھیرے ہیں، اتنے پردے ہیں، ایسی لاعلمی کی باتیں ہیں، ایسی دھوکے کی باتیں ہوتی ہیں کہ جو کچھ نظر آتا ہے اکثر جھوٹ اور فریب ہی ہوتا ہے یا اندھیرے کی چمک ہے تو جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ ہر جگہ کے گرد روشنی کی ایک فصیل کھڑی کر دیتی ہے اس روشنی کے نتیجہ میں بہت کچھ دیکھنے کی توفیق مل جاتی ہے تو تجارت میں بھی اور انڈسٹری میں بھی جماعت کا جو مرکزی نظام ہے وہ بھی جہاں تک کام کریگا اور رشتوں کے معاملہ میں بھی اسی حد تک کام کریگا۔ تعارف کروائے گا اور لاعلمی کے بہت سے اندھیرے دور کریگا اور بہت سے وسائل پر روشنی ڈالنے کا کہ یہ بات روشن ہیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق فلاں شخص کی یہ ریپوٹیشن (REPUTATION) ہے۔ جہاں تک جماعت کو توفیق ملتی ہے ہم نے جائزہ لیا ہے یہ ٹھیک نظر آ رہا ہے باقی آپ کا کام ہے کہ ذہنی تجارت ہے۔ اپنی ذمہ داریاں میں اپنے رشتے کرتے ہیں۔ دعائیں کریں، استخارہ سے بھی کریں اور متقدور بھر خاتمی کوشش کر کے مزید چھان بین بھی کریں تو اس تمہید کے بعد میں توقع رکھتا ہوں کہ رشتوں کے معاملے میں بھی تمام عالمگیر جماعتیں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گی۔ نہ صرف وہاں سے رشتوں کے کوائف منگوائیں بلکہ اپنے ہاں کچھ ایسے لوگ جو بعض بڑی عمر کو پہنچ جاتے ہیں ان کے کوائف اور تصویریں بھی قادیان بھجوائیں اور دونوں طرف کو اچھے رشتے ملیں کیونکہ ضروری نہیں کہ ساری بچیوں کی عمریں بڑی ہو رہی ہوں۔ جو ہو رہی ہیں باقی اکثر ایسی ہیں جو اچھی تعلیم یافتہ سلجھی ہوئی ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک ہیں۔ پلک سے درست اور شادی کی عمر کی ہیں تو ان کو ایسے لڑکوں کے کوائف بھی بھجوائیں جن کو قادیان میں شادی کی خواہش ہو اور دیکھنے والے بھی ان کو دیکھیں اور ان کی تصویریں اور ان کے کوائف جان کر رابطے قائم کرنا شروع کریں۔

اس سے اگلا جو قدم ہے اس کا رشتوں سے ایک تعلق ہے اس لئے اب یہ میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ بہت سے احمدی دوستوں نے جلسہ کے بعد اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ

قادیان میں جائیداد بنائیں

مکانات خریدیں اور دوسری جائیداد بنائیں تاکہ جلسے کے دنوں میں جو تنگی محسوس ہوئی تھی وہ آئندہ نسبتاً کم محسوس ہو اور جہاں تک ممکن ہو سکے رہنے والوں کے لئے فراخی میسر آئے اور وہ یہ خواہش رکھتے تھے کہ بیشک انجمن کے نام پر لکھا جائے یہ روپیہ وہ بھیجیں گے اور سارا سال انجمن استعمال کرے جب ہم جلسہ پر آئیں تو ہمیں بھی اور ہمارے مہمانوں کو بھی وہاں ٹھہرنے کی سہولت ملے۔ یہ تجویز بھی ہے قادیان کی بحالی کے سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم وہاں کثرت سے جائیدادیں بنائیں لیکن اس ضمن میں جو ملکی قوانین ہیں ان کو بہر حال پیش نظر رکھنا ہو گا ان کا ہم مطالعہ کروا رہے ہیں اور انشاء اللہ جماعت کی راہنمائی ہو گی لیکن ایک رستہ ایسا ہے جس کا رشتوں سے تعلق ہے۔ جب شخص کی شادی قادیان میں یا بھارت کی جماعتوں میں ہو جائے۔ مثلاً کشمیر میں بھی یہ بڑا مسئلہ ہے اور ادھر اڑیسہ وغیرہ میں بھی ہماری بہت سی احمدی بچیاں اس عمر کو پہنچ رہی ہیں کہ زیادہ دیر ہو تو پھر مایوسی کی طرف مائل ہو جائیں گی تو جن دوستوں کو ہندوستان میں جائیداد بنانے کی خواہش ہو اور ان کے عزیز مثلاً شادی کی عمر کے ہوں اور وہ وہاں شادی کر دالیں تو جس بچی سے شادی ہوئی ہے اس کے رشتہ دار بھی ان کے نام پر جائیدادیں لے سکتے ہیں۔ وہ خود بھی لے سکتے ہیں اور روپیہ بھجوانے میں آسانی پیدا ہو جائیگی کیونکہ باہر کے رشتہ دار کو حق ہے کہ وہ اپنے عزیزوں کو وہاں روپیہ بھیج سکے تو اقتصادی مسئلہ ہے جو اس معاشرتی مسئلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس ضمن میں دوست اس بات کو پیش نظر رکھیں گے کہ وہاں جائیداد بنانی ہے اور ممکن ہو تو اپنے رشتہ داروں کے نام پر بنائیں ورنہ ہر شخص کی جائیداد انجمن تو نہیں سنبھال سکتی اور یہ بھی ابھی تحقیق طلب ہے کہ انجمن کو اس طرح بے نامی جائیداد خریدنے کی حکومت اجازت بھی دے گی کہ نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو معروف اور مستند رستے ہیں ان کو اختیار کیا جائے۔

زمینیں خریدنے کے سلسلہ میں ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے تعلقات کے پیش نظر بعض لوگ پھر پھرا کر بعض لوگوں سے سودے کر لیتے ہیں۔ ایسی حالات میں یہ بہت نامناسب اور جماعت کے مفاد کے منافی حرکت ہے۔ اگر ہم نے وہاں REHABILITATE ہونا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارا پروگرام

ہے اور جس طرح وہاں کی آبادی میں ایک بھی طلب پیدا ہو چکی ہے تو یہ خطرہ ہے کہ وہاں کی جائیدادیں بہت تیزی کے ساتھ مہنگائی کی طرف مائل ہو جائیں۔ ابھی اس جلسہ کے نتیجہ میں ہی قادیان میں قیمتیں تمام ہندوستان کی قیمتوں سے ڈیڑھ گنا بڑھ گئی تھیں۔ وہی چیزیں جب ہم قادیان میں ڈیڑھ سو روپے کی لے رہے تھے دلّی میں سو کی مل رہی تھیں، امرتسر میں بھی اسی قیمت پر تو اگر جائیدادوں کی طرف یہ رجحان ہوا جیسا کہ ہوتا ہے اور ابھی سے آثار ظاہر ہیں تو بے ہنگم طریق پر جائیدادیں خریدنے کے نتیجہ میں جماعت کو بہت مالی نقصان پہنچے گا اور مرکزی مفادات کو بھی نقصان پہنچے گا۔ انفرادی طور پر بھی ہر شخص نقصان اٹھائے گا۔ ایک آدمی اپنی طرف سے یہ چالاکی کر رہا ہے کہ میں جلدی سے سودا کر لیں بعد میں قیمتیں بڑھ جائیں گی تو دراصل اس کی اس عجلت کے پیچھے ایک بدنیتی کارفرما ہوتی ہے۔ بدنیتی یا خود غرضی کہہ لیں۔ خالصۃً نیکی نہیں ہوتی جائیداد خریدنے میں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت سستی مل رہی ہے لیں کل کو جب مہنگائی بڑھے گی اور لوگوں میں طلب پیدا ہوگی تو اس زمین کا ایک حصہ بیچ کر میں بہت منافع حاصل کر کے دوسرے حصہ پر اپنا مکان آسانی سے بنا سکتا ہوں۔ اسے بدنیتی تو نہیں لیکن خالص نیکی نہ رہی بلکہ کچھ اغراض نفس بھی شامل ہو گئیں اور اس کے نتیجہ میں اس نے یہ نہیں سوچا کہ اگر میں اس طرح کھلی مارکیٹ میں جا کر قیمتیں خراب کرنے لگوں تو کل کو آنے والے میرے بھائیوں کو بڑا نقصان پہنچے گا۔ جماعت نے جو بڑے وسیع رقبوں کی زمینیں حاصل کرنی ہیں اور آئندہ جو ہمارے منصوبے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے پاس وہاں کثرت سے زمینیں آئیں تاکہ ہم اپنے مرکزی منصوبوں پر عمل درآمد کر سکیں ان کو بڑا شدید نقصان پہنچے گا۔ جو چیز آج ایک لاکھ روپے کی مل رہی ہے وہ دیکھتے دیکھتے ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ، تین لاکھ کی ہو جائے گی تو وہی جائیدادیں جو باہر سے قربانی کر رہی ہیں ان کی قیمت خرید گویا کہ ہلا (Wasted) رہ جائے گی اور نقصان پہنچانے والے بھی وہی باہر کے لوگ ہوں گے جو ایک طرف جماعت کی معرفت چندے بھی بھیج رہے ہیں اور دوسری طرف ان چندوں کو ملیا میٹ کرنے کا بھی انتظام کر رہے ہیں اس لئے یہ یاد رکھیں کہ

کوئی شخص براہ راست وہاں کوئی سودا نہیں کرے گا

میں وہاں انجمن کو ہدایات دے آیا ہوں کہ جس نے سودا کرنا ہے وہ آپ کو لکھیں یا مجھے لکھیں۔ ہم ان کی خاطر تلاش کر کے مناسب قیمتوں پر بغیر کسی منافع کے جگہ ڈھونڈ کر دیں گے آگے ان کا کام ہے وہ پسند کریں کہ یہ جگہ لینی ہے یا فلاں جگہ لینی ہے لیکن پورے اعتماد کے ساتھ ان کو اس نظام کے مطابق چلنا چاہیئے۔ ان کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے کہ دنیا کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا نظام دیانتداری کے ساتھ ان کی خدمت کے لئے تیار ہے اور ان کے اپنے آخری مفاد کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انفرادی سودا بازیوں کی بجائے جماعت کی معرفت اپنا کام کریں اور اس کے نتیجہ میں ایک اور خطرہ سے بھی ہمیں نجات مل جائے گی کیونکہ بعض علاقے ایسے ہیں۔ جہاں جماعت کو دلچسپی ہے کہ جماعت وہاں ضرور زمین بنائے۔ اور انفرادی طور پر والے جب وہاں ایک دو ٹکڑے بنا بیٹھے ہیں تو ساری سکیم تباہ ہو جاتی ہے چنانچہ ایک دو ایسے واقعات میری نظر میں آ گئے۔ قادیان کے پھیلاؤ کی خاطر ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہوا ہے اس منصوبہ میں جو آئندہ کی شکل آنے والی ہے پروگرام ہے کہ اس کے مطابق بعض لوگوں نے اپنے منصوبہ بنیں لے لیں چنانچہ ان کو میں نے متنبہ کیا۔ میں نے کہا یہ درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت میں بڑا اخلاص ہے انہوں نے کہا کسی قیمت پر ہم نے لی ہیں ہم حاضر ہیں آپ ہم سے واپس لے لیں یا چاہیں تو اس کے متبادل ہمیں کوئی جگہ دے دیں۔ چنانچہ بعض دفعہ متبادل جگہ دے دی گئی۔ بعض دفعہ اسی قیمت پر وہ زمین ان سے لے لی گئی تو خدا کے فضل سے اب تک تو کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی لیکن خرابی کے امکانات دکھائی دینے لگ گئے ہیں۔ اس لئے میں ساری دنیا کی جماعتوں کو سمجھاتا ہوں کہ یہ بہت اچھا کام ہے وہاں جائیدادیں لینی چاہئیں لیکن نظام کے مطابق، نظام کے رستے سے اور دستور اور طریقے کے ساتھ یہ کام کریں تاکہ ساری جماعت کے مفاد کے تقاضے پورے ہوں اور انفرادی مفاد جماعتی مفاد سے ٹکرائے نہیں۔

اب چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے آخری ایک شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد آج کے خطبہ کو ختم کروں گا۔ وہاں کی سکھ آبادی نے جس محبت کا سلوک کیا ہے اس میں ایک خاص پہلو یہ تھا کہ اپنے مکانات پیش کئے اور بعض لوگوں کو جب یہ خبریں ملیں کہ غیر احمدی آبادی میں بھی مہمان ٹھہرائے جا رہے ہیں تو بڑے ذوق و شوق سے وہاں دوڑتے ہوئے آئے۔ بعض لوگ رات بارہ ایک دو بجے تک ٹھہرے رہتے جب تک قافلے آ نہیں گئے کہ ہم اس وقت جائیں گے جب ہمارے حصے کے مہمان دو گے اور بعض ایسے خاندان جنہوں نے مہمان اپنے گھر ٹھہرائے تھے انہوں نے بعد میں ملاقاتیں کیں اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسا سرور آیا ہے، ایسا لطف آیا ہے کہ کبھی زندگی میں ایسا مزہ نہیں آیا تھا۔ ایک گھر سے میں ہم سب اکٹھے ہو گئے اور سارا گھر مہمانوں کو دے دیا اور مہمانوں نے بھی ہم سے محبت کا ایسا سلوک کیا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ صدیوں کے آشنا ہوں۔ بچپن سے اکٹھے رہے ہوں تو یہ جو تحریک کی تھی یہ خاص طور پر اسی نیت سے کی گئی تھی۔ قادیان کو میں نے کہا تھا کہ آپ کے پاس ساری محنتوں کے باوجود، کوششوں کے باوجود ابھی مہمانوں کو ٹھہرانے کی جگہ نہیں ہے آپ غیر مسلموں خصوصاً سکھوں تک پہنچیں اور ان سے کہیں کہ قادیان کے مہمان ہیں۔ تم بھی قادیان کے باشندے ہو اس میں حصہ لو۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ دونوں طرف کے تعلقات وسیع ہوں گے اور قادیان کی واپسی کا صرف ان جگہوں سے تعلق نہیں ہے جو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے سارے قادیان کے دلوں کا ہمارے قبضہ میں آنا ضروری ہے۔ اور اس ضمن میں یہ جو کوشش تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مؤثر اور بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ

آنے سے پہلے جو وفود ملے

ان میں سے ایک وفد اسی سلسلہ میں ملا تھا۔ اس نے کہا کہ ہم سے تو لوگ ناراض ہیں کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا اور جو قصے ہم آگے لوگوں کو سناتے ہیں کہ اس طرح مہمان تھے۔ ایسے ایسے عجیب انسان تھے۔ ایسی شرافت کے ساتھ انہوں نے ہم سے برتاؤ کیا۔ ایسی محبت اور اخلاص کے ساتھ سلوک کیا۔ کہتے ہیں وہ قصے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہ گئے تو انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ آئندہ اگر آپ ہمیں پہلے اطلاع کریں تو قادیان میں شاید ہی کوئی گھر ہو جو مہمان رکھنے کے لئے تیار نہ ہو اور اس وقت قادیان کی آبادی کا جو پھیلاؤ ہے اگر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آثار ظاہر فرمائے ہیں وہ ان عہدوں پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اسی طرح احمدیت کی محبت سے بھرے رکھے تو آئندہ مہمان ٹھہرانے کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ جس طرح پرانے زمانہ میں قادیان کی چھوٹی آبادی تیس تیس چالیس چالیس ہزار مہمانوں کو ٹھہرا لیا کرتی تھی۔ اب یہ آبادی جو وسیع ہے کچھ اور بھی بہت سے مہمان خانے بننے والے ہیں۔ یہ سب ملا کر میں سمجھتا ہوں کہ ڈیڑھ دو لاکھ تک بھی وہاں مہمانوں کے ٹھہرانے کا انتظام ہو سکتا ہے اس کے لئے تیاری کا جتنا وقت چاہیئے اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ ہماری توفیق بڑھا رہا ہے۔ اس دفعہ ہم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ حکومت ہندوستان پچاس ہزار تک اجازت دے دے مگر تجربہ نے بتایا کہ پچاس ہزار کی ہمارے اندر توفیق نہیں تھی۔ نہیں سنبھال سکتے تھے یعنی پوری کوشش کے باوجود سارے کارکن مل کر بھی کام کرتے تب بھی قادیان کے حالات ابھی ایسے نہیں ہیں کہ جماعت احمدیہ قادیان میں اتنے مہمان ٹھہرا سکیں۔ لیکن اب وہ وسعتیں پیدا ہوتی دکھائی دے رہی ہیں۔ اور آغاز ہو چکا ہے تو اگلے سال میں سمجھتا ہوں اگر خدا نے توفیق دی اور یہی اس کا منشاء ہوا کہ ہم پھر وہاں اس جلسہ میں جائیں تو پہلے کی نسبت دو تین گنا زیادہ مہمانوں کو وہاں ٹھہرایا جا سکے گا۔ پس ہمارا ہندوستان کی حکومت نے جو دس ہزار کی شرط لگائی وہ معلوم ہوتا ہے تقدیر خیر ہی تھی جسے ہم تقدیر شر سمجھ رہے تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ پورا تعاون نہیں کیا۔ لیکن ہندوستان کی حکومت کہتی تھی کہ یہاں کے حالات اچھے نہیں، بیماری ساری فوجیں، ہماری پولیس وغیرہ سارے پنجاب میں اس طرح مصروف ہے کہ ہم اتنے زیادہ آدمیوں کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتے اس لئے تعاون کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مجبوری ہے۔ ان کا تو یہ عذر تھا لیکن دراصل جو مجھے دکھائی دیا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ کی ہمارے اندر ابھی استطاعت نہیں تھی، طاقت نہیں پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے طاقت کو بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ باقی آسانیاں خود پیدا فرما دے گا۔ اور طاقت کو بڑھانا بھی اسی کا کام ہے۔ اس لئے آخر پر میں ایک دفعہ پھر تمام عالمگیر جماعتوں کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے قادیان کے جلسہ کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اپنوں کا بھی، غیروں کا بھی، ہندوستان کی حکومت کا بھی، پنجاب کی حکومت کا بھی، پاکستان کی حکومت کا بھی کہ انہوں نے کوئی روک نہیں ڈالی اور جیسا کہ خطرہ تھا کہ معاندین جو حسد کی آگ میں جل رہے تھے وہ رستے میں شرارت پیدا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حکومت پاکستان نے اس معاملہ میں ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی ورنہ کئی شرارتیں پیدا ہو سکتی تھیں کئی تکلیف دہ واقعات رونما ہو سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شر سے

بھی ہمیں بچایا۔ اس پہلو سے میں حکومت پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر پر

دو ایسے مرحومین کے لئے دعا کی درخواست

کرتا ہوں جن کا جماعت انگلستان سے تعلق تھا اور وہ دونوں ہم سے پیچھے چھوڑ کر گئے ہیں۔ ایک ہمارے کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ ہیں جو جماعت احمدیہ انگلستان کے ایک بہت ہی پیارے اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ بڑی عمر کے باوجود ان کا دل جوان تھا ان کا جسم جوان صحت مند، ہر قسم کے مقابلوں میں حصہ لیتے، ہر وقت مسکراتے رہتے اور بڑی عمر میں دین کی خدمت کا ایسا جذبہ تھا کہ ایک دفعہ میں نے تحریک کی کہ گورمکھی جاننے والے ہمارے پاس کم رہ گئے ہیں تو انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ گورمکھی زبان سیکھی اور اس میں بہت اعلیٰ سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ ان کی گورمکھی کی جو تحریر میں نے دیکھی ہے۔ اخباروں میں بھی چھپتی رہی ہے ان کی کتابت بھی ایسی خوبصورت تھی کہ آدمی حیران رہ جاتا تھا۔ یہ سب کام انہوں نے اس عمر میں ولولے اور جوش سے سیکھے اور انگلستان کی جماعت میں تو یہ ایک خلا ہے جو بہر حال رہے گا۔ جماعت دیر تک ان کو یاد رکھے گی۔ ان کے لئے دعائیں کرتی رہے گی۔ باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی میں درخواست کرتا ہوں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ قادیان میں دفن ہوں۔ اس خواہش کا اظہار وہ مجھ سے بھی کر چکے تھے اور یہ بھی بڑی خواہش تھی کہ میں جنازہ پڑھاؤں تو قادیان میں ان کی اچانک وفات سے ان کی یہ دونوں دلی خواہشات پوری ہو گئیں۔ بہشتی مقبرہ میں ان کو تدفین نصیب ہوئی مجھے ان کی قبر پر جا کر دعا کی بھی توفیق ملی

دوسرے ہمارے چوہدری آفتاب احمد صاحب بھی ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو انگلستان کی جماعت میں بہت معروف ہے۔ خدمت دین میں پیش پیش اور سارا خاندان اور ان کی ساری اولاد بھی اللہ کے فضل سے بہت ہی اخلاص رکھتی ہے اور سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش ہے ان کی بیگم صاحبہ کی بہت خواہش تھی کہ وہ قادیان جلسہ دیکھیں۔ باوجود اس کے کہ بہت ہی خطرناک بیماری تھی۔ جگر بار بار کام کرنا چھوڑ دیتا تھا۔ میں نے ان کو مشورہ بھی دیا کہ آپ نہ جائیں۔ یہ بڑی خطرناک چیز ہے اس سفر کی صعوبت آپ برداشت نہیں کر سکیں گی لیکن پتہ نہیں ڈاکٹر کو کیا کہہ کر اس سے اجازت لے لی کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں کوئی بات نہیں۔ وہاں جا کر بہت زیادہ تکلیف بڑھ گئی۔ وہاں تو خدا تعالیٰ نے فضل کیا تھا۔ دہلی کے لئے وہ بار بار کہتی رہیں اور ڈاکٹروں نے کوشش کی۔ پھر جب ہم دلی آکر دوبارہ گئے ہیں تو اس وقت وہ پاکستان کے لئے روانہ ہو چکی تھیں اور ٹھیک تھیں لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ وہاں جا کر یہ تکلیف عود کر آئی اور ہسپتال میں داخل ہوئیں اور غالباً اپریشن ہونا تھا۔ ہوا یا نہیں اللہ بہتر جانتا ہے مگر ہسپتال ہی میں وفات ہو گئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی تو آپ کے خاندانوں میں سے ایک کو خدا تعالیٰ نے قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت بخشی جلسہ دیکھنے کے بعد اور ایک کو ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت بخشی۔ یہ تو ان کے لئے بھی سعادت ہے اور ساری جماعت انگلستان کے لئے بھی ہے لیکن ان کے اہل و عیال ان کے پیچھے بہر حال غمگین ہیں اور ان کی جدائی کا دکھ محسوس کرتے ہیں۔ مرحومین کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کے خاندانوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آج کا خطبہ جاپان، ہمبرگ، جرمنی اور پاکستان میں کراچی اور ماریشس میں سنا جا رہا ہے اور پورے لندن میں بھی یہ اس وقت مختلف جگہوں پر RELAY ہو رہا ہے۔ ہمارے جسوال برادران نے ماشاء اللہ یہ بہت ہی عمدہ انتظام کیا ہے اور قادیان میں بھی ان بھائیوں کو غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اگر یہ ہمت نہ کرتے اور بہت ہی محنت اور کوشش سے کام نہ لیتے تو وہاں کے خطبات یہاں سنائی نہیں دیئے جا سکتے تھے۔ ایسے آلے ساتھ لے کر گئے جو بڑے بوجھل اور بہت ہی محنت طلب تھے۔ ان کو وہاں جا کر INSTALL کیا۔ وہاں سارا انتظام سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے جماعت انگلستان کو جلسہ کے موقعہ پر یہ بھی ایک سعادت بخشی ہے کہ ان کے کارکنوں میں سے جسوال برادران کو غیر معمولی تاریخی خدمت کی توفیق بخشی ہے۔ اللہ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے ان سب جماعتوں کو جو یہ خطبہ سن رہی ہیں ملک سب یوکے کی جماعت کی طرف سے اور اپنی طرف سے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کا پیغام دیتا ہوں۔

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے

نعتیہ کلام حضرت مصلح موعودؓ

محمد پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

مرا دل اُس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

خبر لے اے مسیحا دردِ دل کی
ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے

دلِ آفت زدہ کا دیکھ کر حال
میرا زخمِ جگر بھی ہنس رہا ہے

بھنور میں پھنس رہی ہے کشتیٔ دیں
تلاطم بحرِ ہستی میں بپا ہے

خدایا اک نظر اس تفتہ دل پر
کہ یہ بھی تیرے در کا اک گدا ہے

غمِ اسلام میں میں جاں بلب ہوں
کلیجہ میرا منہ کو آرہا ہے

حیاتِ جاوداں ملتی ہے اس سے
کلامِ پاک ہی آبِ بقا ہے

ذرا آنکھیں تو کھولو سونے والو
تمہارے سر پہ سورج آگیا ہے

مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمد
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے

اُسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے

محمد کو برا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے

محمد جو ہمارا پیشوا ہے
محمد جو کہ محبوبِ خدا ہے

ہو اُس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے

اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے

خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہ دیں کا رہنما ہے

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ تاریخوں کے آئینہ میں

صرف چند جھلکیاں

از قریشی محمد فضل اللہ نائب ایڈیٹر بدر

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء — قادیان میں آپ کی ولادت ہوئی۔
۷ جون ۱۸۹۷ء — آمین ہوئی اور حضور علیہ السلام نے اس موقعہ پر نظم محمود کی آمین لکھی۔
۱۸۹۸ء — مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل ہوئے۔
۱۹۰۰ء — مجلس تشحیذ الاذہان کی بنیاد رکھی۔
اکتوبر ۱۹۰۲ء — سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ سے پہلا نکاح ہوا۔
اکتوبر ۱۹۰۳ء — میں آپ کی شادی ہوئی۔
مارچ ۱۹۰۵ء — امرتسر میں میٹرک کا امتحان دیا۔
جنوری ۱۹۰۶ء — مجلس معتمدین میں بطور ممبر نامزدگی۔
مارچ ۱۹۰۶ء — میں آپ کی ادارت میں رسالہ تشحیذ الاذہان جاری ہوا۔
دسمبر ۱۹۰۶ء — جلسہ سالانہ میں آپ نے پہلی تقریر فرمائی۔
۱۹۰۷ء — ایک فرشتہ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھائی۔
۱۹۰۸ء — آپ کی پہلی تصنیف ”صادقوں کی روشنی کو ن دور کر سکتا ہے“ شائع ہوئی۔
فروری ۱۹۱۰ء — قادیان میں بعد نماز مغرب پہلا درس قرآن دیا۔
۲ جولائی ۱۹۱۰ء — حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے سفر ملتان کے دوران آپ کو پہلی مرتبہ امیر مقامی مقرر فرمایا۔
۲۹ جولائی ۱۹۱۰ء — پہلی بار آپ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔
۱۹۱۱ء — آپ نے انجمن ”انصار اللہ“ قائم فرمائی۔
۲۵ ستمبر ۱۹۱۱ء — پہلا خطبہ عید الفطر ارشاد فرمایا۔
اپریل ۱۹۱۲ء — بیت اللہ شریف کا حج فرمایا۔
۱۹ جون ۱۹۱۳ء — آپ کی زیر ادارت ہفت روزہ ”الفضل“ کا اجراء ہوا۔
۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء — بروز ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر مسجد نور قادیان میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا۔
۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء — پہلا اشتہار شائع کیا ”کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے؟“
اپریل ۱۹۱۴ء — احمدیہ مشن لندن کا قیام ہوا۔
جون ۱۹۱۴ء — نظام دکن کو تبلیغ کی خاطر ”تحفۃ الملوک“ تصنیف فرمائی۔
دسمبر ۱۹۱۴ء — خلافت ثانیہ کے پہلے جلسہ سالانہ میں ”برکات خلافت“ موضوع پر آپ نے تقریر فرمائی۔
۱۱ جنوری ۱۹۱۵ء — ”القول الفصل“ کتاب تصنیف فرمائی۔
۱۴ مارچ ۱۹۱۵ء — سیلون میں احمدیہ مشن کا قیام۔
مارچ ۱۹۱۵ء — ”حقیقۃ النبوۃ“ تصنیف فرمائی۔
۱۵ جون ۱۹۱۵ء — ماریشس میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔
مارچ ۱۹۱۶ء — میں الہام ”تائی آئی“ پورا ہوا (مرزا غلام قادر صاحب برادر اکبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیوہ نے بیعت کی)
۱۹۱۶ء — منارۃ المسیح کی تکمیل ہوئی۔
نومبر ۱۹۱۶ء — ”سیرت مسیح موعود“ تحریر فرمائی۔
۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء — میں شدید بیماری کے عالم میں وصیت تحریر فرمائی۔
یکم جنوری ۱۹۱۹ء — نظارتوں کا قیام ہوا۔
۱۹۱۹ء — صیغہ قضاء کا قیام عمل میں آیا۔
دسمبر ۱۹۱۹ء — ”تقدیر الٰہی“ موضوع پر خطاب فرمایا۔
مئی ۱۹۲۰ء — امریکہ مشن کا آغاز۔
۷ فروری ۱۹۲۱ء — حضرت سیدہ مریم بیگم اُم طاہر مرحومہ سے نکاح ہوا۔
۲۲ اگست ۱۹۲۱ء — حضرت مسیح ناصریؑ کے مزار پر (کشمیر میں) تشریف لے گئے۔
۱۹ فروری ۱۹۲۱ء — سیرالیون مشن قائم ہوا۔
۲۸ ” ۱۹۲۱ء — غانا میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔
دسمبر ۱۹۲۱ء — ”ہستی باری تعالیٰ“ کے عنوان پر تقریر کی۔
۱۹۲۲ء — حضور نے باقاعدہ مبلغین مقرر فرمائے۔
۱۵، ۱۶ اپریل ۱۹۲۲ء — جماعت احمدیہ کی مستقل طور پر پہلی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔
۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء — جرمنی مشن کا قیام۔
۷ مارچ ۱۹۲۳ء — تحریک شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔
۱۹۲۳ء — ارتداد ملکانہ کے موقعہ پر آنریری مبلغین بھجوائے۔
نومبر ۱۹۲۳ء — احمدیہ ٹورنامنٹ کا اجراء ہوا۔
۱۲ جولائی ۱۹۲۴ء — قادیان سے پہلے سفر یورپ کے لئے روانگی ہوئی۔
۱۶ اکتوبر ۱۹۲۴ء — ایران میں مشن کا قیام ہوا۔
۲۳ ستمبر ۱۹۲۴ء — ویمبلے کانفرنس کے موقعہ پر ”احمدیت یعنی حقیقی اسلام“ کے عنوان پر آپ کا مضمون پڑھا گیا۔
۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء — مسجد فضل لندن کی بنیاد رکھی۔
۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء — مدرسۃ الخواتین کی بنیاد۔
۱۳ ستمبر ۱۹۲۵ء — انڈونیشیا میں مشن کی بنیاد رکھی۔
یکم مئی ۱۹۲۶ء — غرباء اور یتامیٰ کیلئے دار الشیوخ کا قیام ہوا۔
۲۴ مئی ۱۹۲۶ء — قصر خلافت کی بنیاد رکھی گئی۔
۱۹۲۶ء — قادیان میں تار کا نظام جاری ہوا۔
دسمبر ۱۹۲۶ء — ”حق الیقین“ عنوان پر خطاب فرمایا۔
۱۹۲۶ء — لجنہ اماء اللہ کا ماہوار رسالہ ”مصباح“ جاری ہوا۔
۲۰ مئی ۱۹۲۸ء — جامعہ احمدیہ کا افتتاح ہوا۔
۱۷ جون ۱۹۲۸ء — وسیع پیمانہ پر جلسہ یوم سیرۃ النبیؐ منایا گیا۔
۱۸ دسمبر ۱۹۲۸ء — سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ) کی ولادت باسعادت۔
۱۹ دسمبر ۱۹۲۸ء — حضور کثیر احباب سمیت امرتسر سے قادیان ریل میں آئے (پہلی بار ریل قادیان میں آئی)
دسمبر ۱۹۲۸ء — ”فضائل القرآن“ پر لیکچر دیئے۔
۲۵ نومبر ۱۹۳۰ء — حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے آپ کی بیعت کی اور الہام تین کو چار کرنے والا ایک لحاظ سے پورا ہوا۔
۲۰ فروری ۱۹۳۱ء — میں جاوا میں مشن قائم ہوا۔
۲۵ اپریل ۱۹۳۲ء — کوٹھی دار الحمد کی بنیاد رکھی۔ (موجودہ بہشتی مقبرہ کی کوٹھی)
۱۴ جنوری ۱۹۳۳ء — کو کوٹھی کا افتتاح فرمایا۔
۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء — حضور کی تحریک پر پہلا یوم التبلیغ منایا گیا۔
یکم جنوری ۱۹۳۳ء — حضور نے ہوائی جہاز کا پہلا سفر اختیار کیا۔
۹ جنوری ۱۹۳۴ء — تربیت و اصلاح کی خاطر ایک اہم تحریک ”تحریک سالکین“ جاری فرمائی۔
۱۹۳۴ء — انجمن تحریک جدید کا قیام۔
۳ نومبر ۱۹۳۴ء — تحریک جدید کا مستقل دفتر قائم کیا گیا۔
۲۷ نومبر ۱۹۳۴ء — نیروبی کینیا میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔
۲ مارچ ۱۹۳۵ء — دار الضیافت کا قیام ہوا۔
۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء — سیدہ مریم صدیقہ مدظلہا سے نکاح ہوا۔
۲ مارچ ۱۹۳۵ء — برما میں مشن کا قیام۔
۲۷ مئی ۱۹۳۵ء — ہانگ کانگ میں مشن کا قیام۔
۱۹ دسمبر ۱۹۳۶ء — حضور نے سر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے گفتگو فرما کر قادیان میں ٹیلیفون کا افتتاح فرمایا۔
جنوری ۱۹۳۶ء — ارجنٹائن میں احمدیہ مشن کا قیام۔
مئی ۱۹۳۷ء — سنگاپور میں احمدیہ مشن کا قیام۔
۴ جون ۱۹۳۷ء — جاپان میں احمدیہ مشن کا قیام۔

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۷ پر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درخشندہ دورِ خلافت
پر
بعض مفکرین کی آراء

از قلم محمد نسیم خان نائب ایڈیٹر بدر

انقلابی قوتوں کے عظیم راہنماؤں کے کار ہائے نمایاں کو تاریخ کے سنہری اوراق اپنے سینوں میں آئندہ نسلوں کے دلوں میں ہلچل پیدا کرتے رہنے کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی عظیم رہنماؤں میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ عنہ تھے جن کے کارناموں کے مداح نہ صرف اپنے بلکہ غیر اور معاندین بھی ہیں۔ آپ کے دورِ خلافت میں احمدیت کی آواز سیاروں اور سمندروں کو چیرتی ہوئی تمام عالم میں پھیل گئی۔ اور زمین کے کناروں سے سعادت مند روحیں آپ کی مقدس آواز پر لبیک کہتی ہوئی احمدیت کے حیات بخش چشمہ کی طرف والہانہ انداز میں جمع ہونی شروع ہوگئیں۔ مخالفتوں کے طوفان آئے۔ ظلم کے پہاڑ توڑے گئے۔ نیست و نابود کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ کتنے ہی معصوم احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ گھر جلائے گئے تجارتیں بند کی گئیں۔ اموال لوٹے گئے۔ چاروں طرف سے کفر کی بوچھاڑیں کی گئیں لیکن یہ اولوالعزم سپہ سالار احمدیت کے کارواں کو ترقی کی منزلوں کی طرف آگے ہی آگے بڑھاتا چلا گیا۔ اور اس شان اور دلیری اور اولوالعزمی سے احمدیت کی قیادت کی کہ موافق تو موافق مخالف بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

(۱) ۔ چنانچہ اخبار مشرق گورکھپور رقم طراز ہے۔

"جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں۔ سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ ایک احمدی جماعت ہے جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں ہے۔ اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے"

(۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)

۔(۲)۔

مشہور سیاسی لیڈر جناب مولوی ظفر علی خان صاحب ظفر ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور جماعت احمدیہ کی عظیم الشان خدمات کا جو درحقیقت حضرت مصلح موعودؓ کے ہی حسن انتظام کا نتیجہ تھا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں:۔

"مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں..... اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت اسلام کر کے دکھا دی۔" (۲۴ جولائی ۱۹۲۳ء)

۔(۳)۔

اسی طرح جناب ایڈیٹر صاحب اخبار کشمیری لکھتے ہیں:۔

"احمدیہ جماعت میں..... جو تنظیم اور اولوالعزمی اور مذہبی جوش موجود ہے (مسلمانوں) کے اندر موجود ہے اس کا عشر عشیر بھی ہم تکفیر بازوں میں نہیں۔ امریکہ، افریقہ، یورپ کے ممالک میں اگر کوئی مسلمان تبلیغ کے لئے جاتا ہے تو یہی احمدی۔ اگر برلن یا لندن میں کوئی مسجد تعمیر کرتا ہے تو یہی کرتے ہیں۔..... اگر لندن کی کانفرنس مذاہب میں اسلام پر کوئی لیکچر دیتا ہے تو یہی لوگ"

(۲۸ نومبر ۱۹۲۴ء)

۔(۴)۔

پھر مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور اپنے اخبار دسمبر ۱۹۲۹ء میں یوں رقمطراز ہیں:۔

"گھر بیٹھ کر احمدیوں کو برا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے لیکن اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان میں اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔ راجستھان۔ یوپی کے ملکانہ علاقہ میں آریہ سماجیوں کی طرف سے معصوم ناخواندہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک "شدھی" کا مقابلہ جماعت احمدیہ نے جس سربلندی کے ساتھ کیا اس سے خوفزدہ ہو کر ایڈیٹر صاحب اخبار آریہ سماج "تیج" دہلی نے آریہ سماجیوں کو اس طرح متنبہ کیا۔ میرے خیال میں تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس، موثر اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت احمدیہ جماعت ہے.......... بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا لیکن اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہا ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقعہ پا کر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں شدھی تحریک کے لئے سب سے بڑی روک احمدیہ جماعت ہے"

(اخبار تیج دہلی ۲۵ جولائی ۱۹۲۷ء)

۔(۵)۔

دورِ خلافت حضرت مصلح موعودؓ میں جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کی جو خدمات سرانجام دیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے مشہور مسلم لیڈر جناب مولانا محمد علی صاحب جوہر نے فرمایا:۔

"ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی لیتے ہیں تو دوسری طرف تبلیغ اور مسلمانوں کی تنظیم و تجارت میں بھی انتہائی درجہ سے منہمک ہیں۔"

۔(۶)۔

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی سجادہ نشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کی بھی سن لیجئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ میں قادیانی عقیدہ کا نہیں ہوں نہ کسی قسم کا میلان میرے دل میں قادیانی جماعت کی طرف ہے۔ لیکن میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ میں بہت موثر اور پُر زور کام کر رہی ہے"

(بحوالہ الفضل ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء منقول از کتاب "مسلمان نہارا تا")

کسی نے سچ کہا ہے:

کاش اس فرقۂ زہاد سے اٹھتا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

۔(۷)۔

خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ فیصلہ کن فرمان درج ہے کہ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ انعام آیت ۲۲) کہ وہ ظالموں کو کبھی فلاح و کامیابی نصیب نہیں کرتا اور ظالم کو نصرت اس کے بارہ میں فرمایا:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا (سورۃ انعام آیت ۲۲) یعنی سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا باندھے یعنی یہ کہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے مجھ پر ایمان لاؤ حالانکہ نہ اس کی طرف وحی ہوتی ہو نہ الہام اور نہ ہی وہ مامور من اللہ ہو۔ دنیا کو بہکانے و گمراہ کرنے کے لئے ایسا کہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے ظالم کو ترقی دینا تو درکنار اس کو کبھی کامیابی کا منہ تک نہیں دکھاتا وہ اپنی زندگی میں رسوا و نامراد ہوتا ہے۔ ایسے کبھی نصرت نہیں ملتی دوسوں سے گزروں کو لیکن جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا جو سلوک جاری و ساری ہے اس کی شہادت جماعت احمدیہ کے مخالف و مشہور مسلم لیڈر جناب مولانا ظفر علی صاحب ظفر ایڈیٹر اخبار زمیندار اس طرح دیتے ہیں:۔

"یہ یعنی جماعت احمدیہ) تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی نظر آتی ہیں اور آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لے آئے ہیں"

(زمیندار ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

۔(۸)۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں قرآن کریم کی جو خدمات جماعت احمدیہ نے کی اور اس کے حقائق و معارف کے چشمے آپ نے جاری کئے اس کے تفوق کا ایک زمانہ قائل ہے۔ چنانچہ اس کا اعتراف مولانا ظفر علی خان صاحب ظفر نے ایک جلسہ میں مخالفین احمدیت گروہ کو ان الفاظ میں متنبہ کرتے ہوئے کہا:۔

"احرار یو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے۔

مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے گالیاں اور بد زبانی۔ تف ہے تمہاری غداری پر مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ایک ملک

"حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا"

از قلم مکرم عبد المالک صاحب نمائندہ الفضل لاہور

خاکسار کے والد محترم میاں دین محمد صاحب مرحوم جو ضلع سیالکوٹ تحصیل نارووال کے ایک گاؤں موضع باٹھانوالہ میں رہائش پذیر تھے۔ بدوملی جو ایک تجارتی منڈی ہے میں تجارت اور آڑھت کا کاروبار کرتے تھے ہمارے گاؤں میں اس زمانہ میں ایک سکھ نمبردار تھے جن کا نام سردار جیون سنگھ تھا اور بڑھے ہوئے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی گواہی بھی دی تھی جس کا حضور نے اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں ذکر فرمایا ہے اور ان لوگوں کے نام درج کئے ہیں جنہوں نے لیکھرام کی وفات کو نشان سمجھا اور گواہی دی کہ وہ ایسا نشان تھا۔ والد محترم نے اپنی ایک رویا کے ذریعہ احمدیت قبول کی اور انہی سردار جیون سنگھ کے ذریعہ بیعت کا پوسٹ کارڈ لکھوایا کیونکہ اس زمانہ میں ارد گرد کے تمام گاؤں میں وہی پڑھے لکھے تھے یہ ۱۹۲۸ء کی بات ہے۔ قبول احمدیت کے بعد مخالفت شروع ہو گئی کافی لوگوں نے مخالفت میں دکھ دیئے اور تکالیف پہنچائیں مگر اللہ تعالیٰ نے ثباتِ قدم سے نوازا۔

جب ہماری پہلی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا تو ہمارے والد صاحب نے دوسری شادی ہماری والدہ صاحبہ سے کی۔ احمدیت کی مخالفت کا زور تھا ضلع سیالکوٹ کے گاؤں کوٹلی کے ایک مولوی صاحب جو معاندین احمدیت میں چوٹی پر تھے ہمارے گاؤں آئے رات کو جلسہ کیا اور خوب الزام تراشی اور دشنام دہی سے کام لیا اور اعلان کیا کہ

میاں دین محمد صاحب نے چونکہ احمدیت قبول کر لی ہے اس لئے یہ لاولد مریں گے اور کوئی نرینہ اولاد ان کے گھر نہ ہوگی اور ہم دیکھیں گے۔

جب رات کو جلسہ ختم ہوا صبح ہوئی تو والد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں خط لکھا جس میں سارا واقعہ تحریر کیا اور دعا کی التجا کی۔ جس پر حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے جواب ملا!

"اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا دے گا اس کا نام عبد المالک رکھیں اور وہ خادمِ دین ہوگا"۔

یہ وہ مبارک الفاظ تھے اس محبوب خدا کے جو مسیح کا لاڈلا اور خدا کی فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق مصلح موعودؓ تھا جس سے قوموں کو برکت ملی جو کہتا تھا کہ میرے منہ سے میں نہیں میرا خدا بولتا ہے۔

اور حضور کی دعاؤں کو خدا نے ہمیشہ شرفِ قبولیت سے نوازا۔

یہ حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کا نشان ہے کہ آج میری عمر ۵۴ سال ہے جو اس کا احسان ہے اور اسکے فضل اور رحم سے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مجھے خدمتِ دین کی توفیق مل رہی ہے جو اس کا بہت بڑا انعام ہے اور میں ذاتی طور پر حضرت المصلح الموعودؓ کی قبولیت دعا کا زندہ نشان ہوں۔

الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے ہمیشہ خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منظوری صدارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی مدت صدارت جو اکتوبر ۱۹۹۱ء میں ختم ہو رہی تھی میں ایک سال کی توسیع (یعنی اکتوبر ۱۹۹۲ء تک) فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو بہتر رنگ میں خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(ناظر اعلیٰ قادیان)

"قومیں اُس سے برکت پائیں گی"

از قلم مکرم مولوی محمد نذیر مبشر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ میل

پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ کا مقصد و مدعا خدا تعالیٰ کی عظیم تجلی اسلام کی حقانیت کلام اللہ کے مرتبہ کا ظہور۔ اور حضرت رسول کریم صلعم کی عظمت کا قیام تھا اور یہ پیشگوئی اٹھاون شقوں پر مشتمل ہے یعنی اس میں اٹھاون پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک شق یہ ہے کہ قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ پیشگوئی کے مطابق موعود لپسر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی حکم کے مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں بیعت لی گویا آپ کی آمد کے ساتھ ہی برکات کا نزول شروع ہوا اور آپ کے مبارک اور بابرکت عہد میں اسلام اور احمدیت کی آواز نے پہاڑوں اور سمندروں کو چیرتے ہوئے تمام معمورۂ عالم میں ایک پرکیف بیداری پیدا کردی۔ وہ آسمانی قرنا تھا جس نے ایک روحانی حشر برپا کر رکھا تھا وہ صدائے قُم تھی جس نے صدیوں کی مردہ قوموں میں مقدس حیات اور ایمانی حرارت والہانہ انداز میں دوڑا دی تھی اور آپ کی برکت سے زمین کے کناروں تک سے سعادت مند قومیں اس مقدس و محبوب آواز کی طرف دوڑتی ہوئی احمدیت کے چشمہ سرمدی پر جمع ہوئیں اور آپ کے بابرکت دور میں عرفانِ الٰہی کی منفعت کام رہ جس اس حیات بخش آب زندگی سے سیراب ہوئیں جس سے ابدی حیات کا منبع پھوٹتا ہے۔ جیسا کہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۵)

حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت اور مبارک دور میں جماعت نے جو ترقی کی منازل طے کی ہیں وہ آفتاب آمد دلیل آفتاب کی مثال ہے اور اس زمانہ میں ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کا مشاہدہ ہے کہ آپؓ کے فیوض و برکات کا دامن اس طرح وسیع ہوتا گیا جس طرح سورج کی کرنیں زمین کے ہر حصہ پر محیط ہوتی چلی جاتی ہیں۔ مثلاً آپؓ نے یورپ، امریکہ اور تمام ایشیاء اور افریقہ اور جزائر کو آفتابِ اسلام کی ضیاپوش شعاعوں سے منور کرنے کے لئے شمعِ اسلام کے لاثانی پروانوں کو دنیا میں پھیلا دیا اسی طرح آپ نے روئے زمین کے مشرق و مغرب کو اسلام جیسی عظیم الشان برکت سے روشناس فرمایا اور وہ قومیں جن کے دل میں آنحضرت صلعم کی محبت بالکل نہ تھی ان میں کئی ہزار جان نثار اور شیدایانِ اسلام اور فدایانِ ملت بنا دیئے یہ تمام کام اس الہام پر شاہد و ناطق ہے۔

"قومیں اُس سے برکت پائیں گی" اور آج دنیا اس بات سے انکار نہیں کر سکتی کہ افریقہ کے تپتے صحراؤں میں مختلف اقوام کے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپکے ذریعہ برکت حاصل کر کے نہ صرف نبی اکرم صلعم پر صبح و شام درود بھیجتے ہیں بلکہ امن اسلام کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کیلئے پیدائشی مسلمانوں سے کسی صورت میں پیچھے نہیں الغرض دنیا کا کوئی ملک آپ کی برکت سے خالی نہیں

آپکے دور میں پرچم اسلام شان کیساتھ لہرانے لگا اور آپؓ سے تربیت حاصل کر کے آپکے روحانی شاگرد دنیا کے کونے کونے میں پہنچے اور آپؓ کی ہدایت کے مطابق کام کر کے دینی و دنیاوی طور پر بنی نوع انسان کی خدمت کی اور اسطرح قوموں نے آپکے ذریعہ برکت حاصل کی الغرض انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے وہ برکات جو آپکے وجود سے مختلف قوموں نے حاصل کیں انکی کیفیتوں اور اقسام میں بہت تنوع پایا جاتا ہے۔ بہت سی قوموں کے حق میں انکی درخواستوں پر آپکی دعاؤں کا قبول ہونا اور بیشمار لوگوں کا مشکلات سے نجات پانا کسی صاحب اولاد ہونا کسی کا امراض مہلکہ سے شفایاب ہو کر زندگی کی برکت کو حاصل کرنا حکومتوں اور ملکوں کے سربراہوں کو بروقت انکی خیرخواہی کے کلمات پہنچا کر خطرات سے بچانا اسیروں اور غلام قوموں کا آپکی زریں نصائح کے ذریعہ برکت پانا شامل ہے پس الہام "قومیں اس سے برکت پائیں گی" بڑی شان سے پورا ہوا۔

واقفین زندگی کا قدردان — مصلح موعودؓ

از مکرم بریدرشید احمد صاحب سونگڑوی۔ جمشید پور (بہار)

ایک شخص کو جوہری اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے اندر جوہر شناسی کا مادہ پایا جاتا ہے اور یہ جوہر شناسی عظیم خوبیوں میں سے ایک ہے۔ سونا اور ہیرا جیسی مادی چیزوں کی طرح کچھ اور غیر مادی قیمتی چیزیں بھی ہوتی ہیں کہ جن کو پہچاننے کے لئے مناسب جوہری کی ضرورت پڑتی ہے کہ جو ان کی قدردانی کرے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت کے کئی پہلوؤں میں سے ایک پہلو جوہر شناسی بھی ہے۔

واقفین زندگی بھی جن کا تعلق خدمت دین سے ہوتا ہے۔ اپنا ایک وجود رکھتے ہیں۔ اور یہ لوگ حقیقت اسلام کی ایک تصویر ہوتے ہیں اس لئے ان کا ممتاز وجود ہوتا ہے۔ بہر حال وقف زندگی کا جو ممتاز تصور ہے۔ وہ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یوں ہے:۔

"خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقت اسلام ہے دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے اور اس کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضاء و قدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں اور نہایت نیستی اور تذلل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بارادت تام سر پر اٹھا لیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علو مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں بخوبی معلوم کر لی جائیں۔

دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایسے واقفین زندگی سے از حد محبت رکھتے تھے اور اپنے بیٹوں سے بڑھ کر ان پر شفقت فرماتے تھے اور خصوصاً غریب الوطنی میں خدمات دین کرنے والے واقفین کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل میں ان کے لئے جذبات ممنونیت اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ اگرچہ وہ محض سلسلہ کی خاطر اپنے وطنوں کو خیرباد کہتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ گویا میرے ذاتی کام کے لئے جا رہے ہیں۔ ان ہی کو مدنظر رکھتے ہوئے (۱۵ ستمبر ۱۹۴۲ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں) فرمایا:۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سب کو اپنی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کیوں کہ وہ ہمارے طرف سے ان ممالک میں (جو اپنے ملک کو خیرباد کہہ کر۔ ناقل) گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں کو فرض کفایہ قرار دیا ہے اور تبلیغ بھی ان ہی میں سے ایک ہے یعنی اگر قوم میں سے کوئی شخص بھی تبلیغ نہ کرے تو ساری قوم گنہگار اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مورد ہوگی۔ لیکن اگر کچھ لوگ تبلیغ کے لئے کھڑے ہو جائیں تو باقی قوم گنہگار نہیں ہوگی۔ پس اگر یہ لوگ تبلیغ کے لئے غیر ممالک میں نہ جاتے تو احمدیہ جماعت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گنہگار ٹھہرتی اور وہ اس کے عذاب کی مورد بن جاتی۔"

(الفضل یکم اکتوبر ۱۹۴۲ء)

نیز فرمایا:۔

"میں تو سمجھتا ہوں جو احمدی ان مبلغین کو اپنی دعاؤں میں یاد نہیں رکھتا اس کے ایمان میں ضرور کوئی نقص ہے اور مجھے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے ایمان میں خلل واقع ہو چکا ہے۔"

(ایضاً بحوالہ تاریخ احمدیت نہم صفحہ ۳۲۳ طبع اول)

بہر حال حضرت مصلح موعودؓ وہ جوہری تھے جو ان واقفین زندگی والے جوہروں کی قدردانی کرتے تھے۔ آپ کے موقف سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اگر تم دینی خدمت کو ہفت اقلیم کی بادشاہت سے زیادہ اعزاز والا کام نہیں سمجھتے تو تمہارے اندر ایک جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں سمجھا جا سکتا۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۳۲۶)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کے منصب عالی پر فائز فرمایا تھا۔ اس وجہ سے آپ کے متبعین میں سے بڑے چھوٹے ساروں کی خواہش ہوتی تھی کہ ان کے متعلقین کے لئے تبرک کے طور پر خطبہ نکاح حضرت مصلح موعودؓ خود پڑھائیں مگر چونکہ خلافت کے فرائض کے ساتھ اس کام کے لئے وقت نکالنا آپ کے لئے آسان نہیں تھا تاہم آپ نے ایک وقت میں اپنا یہ اصول بنا لیا کہ اگر اس کام (خطبہ نکاح) کے لئے اگر وقت نکالیں گے تو ایسے افراد کے لئے جو واقفین زندگی ہی ہوں۔ چنانچہ ایک خطبہ نکاح کے وقت آپ نے فرمایا:۔

"میں نے اعلان کیا ہوا ہے کہ میں سوائے اپنے عزیزوں کے اور کسی کا نکاح نہیں پڑھاؤں گا۔ مگر چونکہ یہ واقف زندگی ہیں اور اس وجہ سے میرے عزیزوں میں شامل ہیں اس لئے میں اس نکاح کا اعلان کر رہا ہوں۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۵۵۱)

اسی خطبہ نکاح میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

"جب کبھی وقف زندگی کی تحریک کی جائے اور نوجوانوں سے کہا جائے کہ وہ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کریں تو اول تو کھاتے پیتے لوگوں کی اولاد وقف زندگی کی طرف آتی ہی نہیں اور پھر جو لوگ آتے ہیں امراء ان کی طرف تحقیر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان سے بات کرنا ان کے ساتھ چلنا پھرنا ہماری طرف سے ایک قسم کا تذلل ہے ورنہ خود یہ اس بات کے مستحق نہیں ہیں اسی طرح ان کی شادیوں اور بیاہوں میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں اور میرے نزدیک یہ امر بہت بڑے قومی تنزل کی ایک علامت ہے۔ اگر واقعہ میں درست ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ الحجرات آیت ۱۴) تو خدا تعالیٰ کے حضور جن کو عزت حاصل ہو ہمیں ان ہی کی عزت کرنی چاہئے۔ یا تو ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ جو شخص بڑا دنیا دار ہو وہ خدا تعالیٰ کے حضور بڑا معزز ہوتا ہے اور اگر یہ بات درست نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ جن کو عزت دیتا ہے یقیناً ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم انہیں کو عزت دیں اور ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں عزت پانے والے کے مقابلہ میں دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ نہ قیصر اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت رکھتا ہے نہ کوئی اور بادشاہ یا پریزیڈنٹ اس کے مقابل پر کوئی عزت رکھتا ہے۔ بے شک دنیوی بادشاہ بھی عزتیں رکھتے ہیں مگر انہیں دنیا کی عزتیں ہی حاصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی کوئی عزت نہیں۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۵۵۲)

پھر فرمایا:۔

"یاد رکھو دنیا انہی لوگوں کے پیچھے پھرا کرتی ہے جو دنیا کو کلی طور پر چھوڑ دیتے ہیں اور خدا کے لئے دنیا چھوڑتے ہیں اور دنیا کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کے پیچھے پیچھے بھاگتی پھرتی ہے اور انسان حیران ہوتا ہے کہ اب میں جاؤں کہاں۔ لیکن جب تک دنیا پر نگاہ رکھی جائے دنیا آگے آگے بھاگتی ہے اور انسان اس کے

پیچھے پیچھے دوڑتا ہے مگر پھر بھی اُسے دُنیا حاصل نہیں ہوتی ۔"
(خطبات محمود جلد سوئم صفحہ ۵۵-۱۵۶)

حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود واقفینِ زندگی کے قدر دان تھے بلکہ آپ اُن کے قدر دانوں کے بھی قدر دان تھے ۔ فرماتے ہیں :-

"جو لوگ مالی تنگی کی وجہ سے دین کے خادموں کی کم قیمت لگاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیا وہ چیز قیمتی ہے جس کے امریکن یا سکھ اور ہندو خریدار ہوں مگر اِس چیز کی کوئی قیمت نہیں جس کا خود اللہ تعالیٰ خریدار ہے ۔

ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب جن یہ خوبی ہے اور یہ اُن کی خوش قسمتی ہے کہ اُنہیں وہ چیز نظر آگئی جو دوسروں کو نظر نہیں آتی انہوں نے اپنی پہلی لڑکی بھی ایک خادمِ دین کو دی تھی یعنی صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی۔ اگرچہ وہ ڈاکٹر ہیں اور ہزاروں روپیہ ماہوار کماتے ہیں مگر وہ اپنی لڑکی ایک واقفِ زندگی کو دے رہے ہیں کیونکہ اِس میں اُنہیں وہ چیز نظر آتی ہے جو اُنہیں اپنے آپ میں نظر نہیں آتی۔ مَیں نے خوش قسمتی اِس لئے کہا ہے کہ کئی لوگ باوجود خادمِ دین کی قدر و قیمت پہچاننے کے پھر بھی عمل کی توفیق نہیں پاتے ۔"
(خطبات محمود جلد سوئم صفحہ ۶۶۲)

بہرحال ایک طرف اگر آپ واقفینِ زندگی کے قدر دانوں کی قدر کیا کرتے تھے تو دوسری طرف اِن کی ناقدری کے لئے تنبیہہ فرمایا کرتے تھے ۔ اور واقفینِ زندگی کی ظاہری حیثیتوں پر اعتراض کرنے والوں کا سخت نوٹس لیا کرتے تھے ۔ چنانچہ فرمایا :-

"ہم نے تو دیکھا ہے کہ احمدیوں میں سے بھی بعض ایسے بے حیا اور بے شرم ہوتے ہیں کہ وہ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ مبلغوں کا کیا ہے وہ تو پیسے لے کر کام کرتے ہیں ۔ اُن بے حیاؤں سے کوئی پوچھے کہ تم بغیر پیسے کے کام کرو وہ پیسے لے کر کام نہ کریں تو دین کا کام کون کرے پھر تو دین کا خانہ ہی خالی ہو جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح تم کما سکتے تھے اِسی طرح وہ بھی کما سکتے تھے یہ کہنا کہ غربت کی وجہ سے وہ پڑھ نہیں سکتے تھے یا دُنیا میں ترقی نہیں کر سکتے تھے بالکل جاہلانہ بات ہے ۔ ڈاکٹر اقبال کے باپ بہت ہی معمولی آدمی تھے ۔ ٹوپیاں بنایا کرتے تھے مگر اُن کا ایک بیٹا انجینئر ہو گیا اور دوسرا علامہ کہلانے لگا۔ اِسی طرح سیٹھ احمد بھی تھے جو ایک بہت ہی غریب آدمی کے لڑکے تھے ۔ مگر ترقی کرکے کہیں کے کہیں جا پہنچے ۔ پس یہ کہنا کہ وہ دُنیا میں ترقی نہیں کر سکتے تھے اِس لئے دین کی طرف چلے گئے بالکل غلط ہے ۔ دُنیا میں مثالیں موجود ہیں کہ بڑے بڑے غریب لوگوں کی اولادیں بڑے بڑے اعلیٰ مقام تک جا پہنچیں پھر سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دین میں اپنی قابلیت ثابت کر دی ہے تو اِسی طرح وہ دُنیوی کاموں میں بھی اپنی قابلیت ظاہر کر سکتا تھا ۔ مگر اُس نے یہی چاہا کہ وہ خدا کا کام کرے اور دُنیا کے کام کو نظر انداز کر دے اصل بات یہ ہے کہ بعض اِس حسد اور بغض کی وجہ سے کہ لوگ انہیں یہ کیوں طعن کرتے ہیں کہ تم دین کی خدمت نہیں کرتے بعض لوگ اِس قسم کے اعتراضات شروع کر دیتے ہیں کہ مبلغوں کا کیا ہے وہ بھی تو نوکری کرتے ہیں حالانکہ یہ انتہا درجہ کی بے شرمی کی بات ہے ۔"
(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۱۱۹ سورۃ القریش)

سورۃ الحشر ع آیت نمبر ۸ (مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ ...... شَدِیْدُ الْعِقَابِ) میں ذی القربیٰ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ :-

"بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں کہ ذی القربیٰ کے الفاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اُن کا بھی اِس روپیہ میں حق ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف فرما دیا ہے کہ سادات کے لئے صدقہ یا زکوٰۃ کا روپیہ لینا حرام ہے ۔ درحقیقت اِس سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی رشتہ دار نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اُس کے دین کی خدمت میں دن رات مشغول ہوں اور اِس طرح خدا اور اُس کے رسول کے عیال میں داخل ہو گئے ہوں گویا ذی القربیٰ کہہ کر بتایا کہ وہ لوگ جو دین کی خدمت پر لگے ہوئے ہوں اُن کو نکما وجود نہیں سمجھنا چاہیئے وہ خدا تعالیٰ کا قرب چاہنے والے اور دُنیا کو خدا تعالیٰ کے قرب میں بڑھانے والے ہیں اُن پر بھی یہ روپیہ خرچ کیا جا سکتا ہے پس وہ لوگ جو قرآن پڑھانے والے ہوں یا حدیث پڑھانے والے ہوں یا دین کی اشاعت کا کام کرنے والے ہوں اِس آیت کے مطابق اُن پر بھی روپیہ خرچ کیا جا سکتا ہے کیونکہ جب وہ دن رات دینی اور مذہبی کاموں میں مشغول رہیں گے تو یہ لازمی بات ہے کہ وہ اپنے لئے دُنیا کما نہیں سکیں گے ...... پس ذی القربیٰ سے مراد خدمتِ دین کا کام کرنے والے لوگ ہیں اور اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ جہاں اِس روپیہ میں غرباء کا حق ہے وہاں ان لوگوں کا بھی حق ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ ان پر یہ روپیہ صرف کرے ۔"
(اسلام کا اقتصادی نظام صفحہ ۵۵-۵۶ طبع اوّل قادیان)

مذکورہ ارشاد خداوندی کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے عمل سے اِس کا مثال قائم کیا ہے اور خادمانِ دین اسے قبول کریں تو اسے بڑی بات قرار دیا ہے چنانچہ پرانے واقفینِ زندگی و خادمانِ دین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"پرانے مبلغ مثلاً مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی، مولوی غلام رسول صاحب راجیکی، مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری انہوں نے ایسے وقتوں میں کام کیا جبکہ ان کی کوئی مدد نہ کی جاتی تھی اور اِس کام کی وجہ سے ان کی کوئی آمد نہ تھی اِس طرح انہوں نے قربانی کا عملی ثبوت پیش کرکے بتا دیا کہ وہ دین کی خدمت بغیر کسی مدد کے کر سکتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کو اگر ان کی آخری عمر میں گذارہ دے دیا جائے تو اِس سے اُن کی خدمات حقیر نہیں ہو جاتیں بلکہ گذارہ کو اُن کے مقابلہ میں حقیر سمجھا جاتا ہے کیونکہ جس قدر اُن کی امداد کرنی چاہیئے اتنی ہم نہیں کر رہے ۔"
(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۶۳)

وقفِ زندگی کی روح کے ساتھ خدمتِ دین کرنے والوں کی ناقدری کرنے والوں کو اور اِس مقدس کام میں سُستی کرنے والوں کی نسبت فرمایا :-

"یاد رکھو اگر تم میں سے کسی کو سلسلہ کے کام کے لئے مقرر کیا جائے تو اِس کا اِس سے بھاگنا سخت غلطی ہے ۔ تم سلسلہ کے کام کی سرانجام دہی میں ہرگز کوتاہی نہ کرو بلکہ اُسے اپنی عزت کا موجب سمجھو ۔ اگر تم سلسلہ کے کاموں کو عزت والا قرار دو گے تو خدا تعالیٰ بھی تمہیں عزت والا بنا دے گا ۔ گو اِس وقت جماعت کے پاس دولت نہیں اسے دُنیا میں کوئی اہمیت حاصل نہیں لیکن تھوڑے عرصہ میں ہی احمدیت دُنیا پر غالب آنے والی ہے اور اِس کے آثار خدا تعالیٰ کے فضل سے نظر آ رہے ہیں ۔ بڑے بڑے لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف ہو رہی ہے ۔ یہ بڑے بڑے لوگ جس عنقریب آئیں گے وہ احمدیت کو زیادہ معزز سمجھیں گے اور احمدیت کی وجہ سے انہیں اور عزت حاصل ہو گی ۔ لیکن جو لوگ سلسلہ کے کاموں میں شرکت کو ذلت اور وقت کا ضیاع سمجھیں گے اُن کے علاقہ میں عزت دیر سے آئے گی اور اگر وہ عزت آگئی تو جن لوگوں نے اپنے وقت میں سلسلہ کی خدمت میں کوتاہی کی ہو گی اُن کی اولادیں اِس عزت سے محروم کر دی جائیں گی پس آئندہ کے لئے احتیاط کرو اور ہمیشہ سلسلہ کے کاموں کو عزت کا نگاہ سے دیکھو تم میں سے کسی کو سلسلہ کے کسی کام کے لئے مقرر کیا جائے تو وہ سمجھے کہ اُسے بہت بڑے خطاب سے نوازا ہے ۔"
(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۶ منقول از تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۵۸)

خوش کن آئندہ مستقبل کی نسبت فرمایا کہ :-

"آج ہمیں اِسلام کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والوں کی ضرورت ہے ۔ مگر پھر وہ وقت آئیگا کہ وقف کرنے والے اتنی کثرت سے

(باقی دیکھیں صفحہ ۲۲ پر)

مثیلِ مسیح موعودؑ — سیدنا المصلح الموعودؓ کیلئے

چاند اور سورج گرہن کا عظیم الشان آسمانی نشان

از :- مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان

دُنیا میں برپا ہونے والے بڑے بڑے انقلابات ان عظیم الشان شخصیتوں کے مرہونِ منت ہیں۔ جن کی تائید و صداقت کے لئے بعض تائیدات ارضی و سماوی ایسے عجیب و غریب طور و طریق سے ظاہر ہوتی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں مذہبی و روحانی ۔ مادی و ملکی انقلابات خود بخود رونما ہو جایا کرتے ہیں ۔۔۔ ایسی عظیم ترین شخصیتوں کے ظہور کے لئے مذہبی روایات و لٹریچر میں پہلے سے ایسی پیشگوئیاں موجود ہوتی ہیں جنہیں عوام النّاس خارق عادت امور سمجھتے ہیں۔

ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑے اوتار شری کرشن دیوجی مہاراج کے ظہور پر مذہبی و روحانی ۔ ملکی اور سماجی انقلابات برپا ہوئے ۔ ان کی سچائی کے اظہار کے لئے قدرت کی طرف سے کائنات کو مسخر کر کے آسمان پر ایک خاص یوگ کر جنتری (...) یعنی فتح کا نشان بنایا گیا۔

کرشن جی مہاراج کے ظہور پر کنس ایسے پرانے طرز حکومت نے پانڈوؤں کے نئے نظامِ حکومت کیلئے جگہ خالی کر دی۔ دیدوں کے جہل اور ... کی بجائے گیتا ... جی مہاراج ... ہندو سماج کو شری مد بھگوت گیتا کے پیش کردہ روحانی انقلاب کا مشورہ پیش کیا گیا۔ ہندو دھرم میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ... اصلاحات پر مشتمل ایک نیا انقلاب برپا ہوا۔

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر دونوں طرح کے سب سے زبردست انقلابات ظہور پذیر ہوئے۔ عربوں کا قدیم نظامِ حکومت ختم ہو گیا۔ اور اس کی جگہ اسلامی حکومت ... جمہوریت نے لی۔ عربوں کا قدیم دھرم مورتی پوجا توحید پرستی میں تبدیل ہو گیا۔ خدائے قادرِ مطلق نے کائنات کو مسخر کر کے "شق القمر" کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے (...) بنایا۔ یاد رہے کہ "شق القمر" ایک عجیب قسم کا خسوف تھا۔ دوسرے یہ کہ چاند فی الحقیقت پھٹ گیا تھا (جہاں بھارت دھرم پرسب) چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا۔ راجہ بھوج ۔ بحوالہ تاریخ فرشتہ مقالہ یازدہم ۔ بھگوتری پوران صفحہ ۔ مہا بھارت فصل سوئم ۔ شانت پرب کنش دھرم صفحہ ۲۲۵ مطبع نولکشور پریس لکھنؤ ۔ ملفوظ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۶۰-۶۱ ۔

"شق القمر" کے نادر و نایاب گرہن کا ذکر ہندو دھرم کی مقدس کتب میں بطور پیشگوئی پایا جاتا ہے۔

i - رگوید منڈل ۸ سوکت ۹۶ منتر ۱۳ تا ۱۵ ۔

ii - سام وید - پورو آرچک - ادھیائے ۳ کنڈ ۱ منتر ۱ و ۳ ۔

iii - اتھروید - کانڈ ۲۰ ادھیائے ۱۳۷ منتر ۷ تا ۹ ۔

ترجمہ سام وید :- از بابو پیارے لال زمیندار بروٹھا ۔ ضلع علیگڑھ ۔ یو۔پی۔

"قطرۂ سیاہ (گرہن کا چاند) ... ہے ... کے سینہ میں دس ہزار کے ساتھ چلا اس کے اردگرد ... بڑھ کر غرق ہو گیا" ... سام وید - باب چہارم فصل اوّل - پرپاٹھک صفحہ ۳۶ ۔ اندر مطبع ودیا ساگر پریس ۔ بروٹھا ۔ طبع اوّل ۱۹۱۸ء

ترجمہ رگوید :- از حضرت عبدالحق ودیارتھی "کرشن چندر (سیاہ چاند) انشومتی میں جا ٹھہرا ۔ دس ہزار کے ساتھ ۔ طاقت و قدرت کے ساتھ حفاظت کیا گیا ہے"۔ (منتر ۱۳)

"میں نے دور فاصلہ پر چاند کو غرق ہوتے دیکھا ۔ انشومتی کے ڈھلوان کنارے پر ایک سیاہ بادل کی مانند جو پانی میں ڈوب گیا" (منتر ۱۴ ۔ میثاق النبیین حصہ اوّل صفحہ ۱۷۶)

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے سب سے بڑھ کر خوق العادۃ "شق القمر" کی صورت میں وہ یوگ پڑا۔ جس کی نظیر دوسری جگہ نہیں ملتی ۔

چودھویں صدی عیسوی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مثیل کرشن کی بعثت پر دونوں طرح کے انقلابات ظہور پذیر ہوئے ۔ مذہبی میدان میں علمائے اسلام پادریوں سے پسپا ہو کر آگے آگے بھاگتے تھے اور پادری ان کے پیچھے پیچھے ان کا تعاقب کیا کرتے تھے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام غالب آیا۔ اور پادریوں کا دجل پاش پاش ہو گیا۔ ("مثیل کرشن" کی بحث لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

پرانے طرز کے راجواڑے صوبے جاگیردارانہ نظام اور حکومت ظل سبحانی نے برطانیہ کی نئی حکومت کے لئے جگہ چھوڑ دی ۔ عرب اور دیگر مسلمان ملک آزادی کے لئے حرکت میں آئے۔

عربی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "انّ لمهدینا آیتین ..." (دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸) ہمارے امام مہدی کی صداقت کے چاند اور سورج گرہن دو نشان ہیں۔ یہ لاثانی یوگ ۱۸۹۴ء ۱۳۱۱ ہجری ۱۲ رمضان اور اسی رمضان کی ۲۸ تاریخ کو پڑا۔ جب کہ چاند کو رات کے ابتدائی حصہ ساڑھے نو بجے کے درمیان اور سورج کو صبح ۹ بجے تا ۱۱ بجے کے درمیان تقریباً دو پہر دو گھنٹے گرہن لگا۔ ملاحظہ ہو سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۶ اپریل ۱۸۹۴ء ۔۔۔ اور اگلے سال ۱۸۹۵ء ۱۳۱۲ ہجری پھر رمضان مبارک کی انہی تاریخوں میں سورج و چاند گرہن دُنیا کے غربی حصہ میں دکھائی دیا۔ الفاظ "لم تکونا منذ خلق الله السموات والارض" کہ جب سے اللہ نے زمین و آسمان کی تخلیق کی ہے۔ ایسا یوگ کسی مدعی ماموریت کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے نہیں پڑا۔ اس یوگ کو حقانی، نایاب اور خوق العادت ٹھہراتے ہیں۔ جس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل، فریب اور منصوبہ شامل نہیں۔

پیشگوئی پسر موعود :- مثیل کرشن جی مہاراج نے اپنے مثیل ایک ایسے بیٹے کے تولد ہونے کی پُر شوکت پیشگوئی فرمائی جس کے ذریعہ ایک نیا انقلاب برپا ہونا مقدر تھا ۔ (سبز اشتہار ۱۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اسی سبز اشتہار میں پسر موعود کو خدا تعالیٰ نے "محمود"، "مسیحی نفس"، "روح الحق" اور "کلمۃ اللہ" فرمایا ہے۔ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں باذن الہام الٰہی فرمایا :-

"اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوئم صفحہ ۱۲۴ از مولانا دوست محمد شاہد - ربوہ)

مثیل مسیح موعود اور حسن و احسان میں مثیل کرشن ثانی کی ولادت باسعادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو قادیان کی گمنام بستی میں سیدنا مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہل سادات دلّی کے بطن سے ہوئی ۔ ان ایام میں قادیان گمنامی کے دور میں گذر رہا تھا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی انقلاب انگیز شخصیت ۱۹۱۴ء میں مسند خلافت احمدیہ پر متمکن ہوئی تھی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کو ایک مستحکم اور مربوط نظام عطا فرمایا۔ ۵۲ سال تک جماعت احمدیہ کی کامیاب انقلاب انگیز قیادت فرمائی۔ اور ۱۹۶۵ء میں صعود فرمایا۔ آج دُنیا کے ۱۲۶ ممالک میں ایک کروڑ کی تعداد میں بسنے والے احمدی زمین کے کناروں تک شہرت پانے والے "محمودؓ" کے لئے رحمت کی دُعائیں کر رہے ہیں ؎

"بنت یہ اس فدائی پہ رحمت خدا کرے"

اس کے ساتھ ہی "قادیان" کا نام دُنیا کے تمام ملکوں، حکومتوں خصوصاً مسلمان ملکوں اور قوموں میں زبانی یاد ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بابت پسر موعود حضرت محمودؓ المصلح الموعود کے بابرکت وجود میں پوری ہوئی تھی۔ جماعت احمدیہ کے صاحب فراست حضرت ممدوح کو ایک عرصہ پہلے سے مصلح موعود قرار دیتے تھے ۔ اور اس ضمن میں جماعت کی دوسری شاخ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور سے بارہا مناظرے تک ہوئے ۔ تاہم وقت موعود پر سیدنا محمودؓ المصلح الموعود نے ۵ اور ۶ جنوری بروز جمعرات (۱۹۴۴ء) (۱۳۲۳ ہش) کی درمیانی شب ایک رؤیا دیکھی کر

"انا المسیح الموعود مثیله وخلیفته" میں مسیح موعود ہوں ۔ یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کے لئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہوں۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۴۹۹)

"میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری کی ہے۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نہم صفحہ ۵۵)

چونکہ حضرت کرشن ثانی شری کرشن جی اوّل کے مثیل ہیں۔ اور حضرت محمود حضرت کرشن قادیانی علیہ السلام کے مثیل و بیٹے ہیں۔ گویا آپ بالواسطہ شری کرشن دیوجی مہاراج کے مثیل قرار پاتے ہیں۔ سو ضروری تھا کہ قدرت اپنی قدیم سنت کے مطابق حضرت المصلح الموعود کی صداقت کی تائید میں ایسا ہی سماوی یوگ برپا کرتی جو زمانہ قدیم سے اوتاروں کی طرف سے مبعوث ہونے والی موعود ہستیوں جیسے شری کرشن دیو جی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں برپا کر چکی تھی۔

یوگ: ہندو گرنتھوں سے ظاہر ہے کہ شری کرشن جی مہاراج یگ یگ میں انسانی لباس میں اوتار لیتے ہیں۔ پاپیوں کو نشٹ کر کے غریبوں کی دلجوئی رکھتا اور پالن کر کے پُر ضلالت معاشرہ کی جگہ ایک صالح معاشرہ قائم کرتے ہیں۔ ایسی عظیم الشان شخصیتوں کی صداقت کی تائید میں پرماتما کائنات کو مسخر کر کے خارق عادت یوگ ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی گویا ہر نبی کی بعثت پر سچائی کا دَور شروع ہو جاتا ہے۔ اسی دَور کو ست یگ کہا جا سکتا ہے۔

[illegible]

ترجمہ:- جب چاند۔ سورج اور برہسپتی ایک زاویہ پر متوازن حالت میں جمع ہوں۔ تو ست یگ شروع ہوتا ہے۔

(شریمد بھگوت پوران۔ سکند نمبر ۱۲۔ ادھیائے ۲۔ شلوک ۲۴)۔

ہندو مسلمات کی رو سے ست یگ کو آغاز یا یگ پریورتن کے لئے شری کرشن جی کا اوتار یا کسی بھی نبی پیغمبر کا مبعوث ہونا ضروری ہے۔ ان کی تائید کے لئے آسمان پر ایک خاص یوگ کے نتیجہ میں گرہن کا نشان ظاہر ہوتا ہے جو جینتی کہلاتا ہے۔ ([illegible])۔

ا:- ساون مہینے میں کرشن پکش کی اَشٹمی میں اگر روہنی نکشتر کے ساتھ ہو اور آدھی رات سے پہلے اور پیچھے کچھ اس کی کوئی کلا ہو اس کا نام جینتی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کا یوگ۔ اسی یوگ میں کرشن دیو کا جنم ہوا تھا۔"

(برہنمد کرشن صفحہ ۲۱۱)

"وہ جیوتش میں تیرہویں۔ آٹھویں، اور تیسری تاریخ میں یوگ (اجتماع) جینتی [illegible] کہلاتا ہے۔"

(برہمند کرشن صفحہ ۲۱۱)

مختصراً یہ کہ کسی خاص وبھوتی کے ظہور پر نشان کے طور پر تین اجرام فلکی مخصوص منزلوں اور تاریخوں میں ۵ ڈگری کے فرق سے ایک زاویہ میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسے یوگ کہا جاتا ہے۔ عام طور پر چاند گرہن کے لئے شکل پکش آدھی رات سے پہلے اور سورج گرہن کے لئے کرشن پکش اور اسی مہینہ کا مقررہ دن ہونا چاہئے۔

ہر گرہن میں یوگ نہیں ہوتا۔ اور کوئی یوگ بغیر کسی پیغمبر اور اوتار کی تائید کرنے کے سوا برپا نہیں ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت "محمود" کو خدا تعالیٰ نے مصلح موعود بنا کر بھیجا تھا۔ لہٰذا آپ کی تائید آسمانی یوگ برپا کر کے فرمائی۔

۱۹۹۸ بکرمی بمطابق ۱۹۴۱ء ایک عجیب وغریب زبردست یوگ آسمان پر پڑا۔ جسے بھارت بھر میں مکمل طور پر دیکھا گیا۔ مشہور رسالہ "چیتاونی" (اٹاوہ۔ یوپی) اپنے وس رسالہ میں عام طور پر شری کرشن جی مہاراج کی بعثت ثانیہ کے سلسلہ میں بہت کچھ لکھتے رہے ہیں۔ "چیتاونی" میں لکھا ہے کہ:

"وہ کل یگ کے شروع ہونے سے اب تک ایسا یوگ نہیں پڑا۔ ہاں ملتا جلتا یوگ ۱۹۹۸ء بکرمی (۱۹۴۱ء) میں پڑ چکا ہے۔ تب ساون کی اماوس کو پکھ نکشتر تھا۔ اور کرک راشی میں سورج۔ چندرما۔ اور برہسپتی تھے سورج کو تین گھنٹے بیس پل (۳-۲۰) اور چندرما کو دو گھنٹے سات پل (۲-۷) گرہن لگا۔"

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (چیتاونی (اُردو) صفحہ ۲ سنہ ۱۹۴۲ء)

یاد رہے کہ کل یگ کی عمر ۴۳۲۰۰۰ سال بتائی گئی ہے۔ ان میں سے ہزاروں سال گزر چکے ہیں۔ اس لمبے عرصہ میں صرف ۱۹۹۸ بکرمی (۱۹۴۱ء) کا ہی ایک ایسا عجیب وغریب یوگ ہے جو مذکورہ بالا مخصوص انقلاب انگیز شخصیت کی تائید کے لئے ہی قدرت کی طرف سے آسمان پر پڑا۔

یوگ کے قدرتی نتائج:-

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود نے ۱۹۴۴ء کو المصلح الموعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اس کے عین چار سال بعد ہی ۱۹۴۷ء میں ہندوستان سے برطانوی حکومت کی صف لپیٹ دی گئی۔ اور اس کی جگہ ہندوستانیوں کی اپنی حکومت قائم ہوئی۔ دوسری طرف پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کی ایک نئی حکومت نے جنم لیا۔ دنیا کے دوسرے ممالک افغانستان، ایران، عرب، مشرق بعید میں انقلابی تحریکات جاری ہوئیں۔

آپ کے ذریعہ احمدیت دنیا کے کناروں تک پھیل گئی۔ مذاہب عالم میں بطور ایک جماعت اپنا مقام حاصل کر لیا۔ آپ کے حسن انتظام کے سبب اندرونی اور بیرونی حملوں کا کامیاب دفاع ہوا۔ آپ نے تحریک جدید کا عالمگیر تبلیغی جہاد جاری فرمایا۔ اشاعت لٹریچر، تعمیر مساجد۔ کالج و اسکول، ہسپتال غرباء کو اونچا اٹھانے کے انتظامات کئے۔ قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم شائع کروانے کے لئے مستقل ادارے قائم کئے۔ ملکی امن و آزادی کے لئے انتھک کوششیں کیں۔ ہندوستانی لیڈروں اور برطانوی سامراج کو صحیح مشورے دیئے اقوام میں وسیع بھائی چارے کے قیام کے لئے جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب کا قیام فرمایا۔ الغرض آپ کا وجود ان عظیم ترین شخصیتوں میں سے ایک ہے۔ جن کے ساتھ انقلاب کی تاریخیں جڑی ہوتی ہیں۔

تین کو چار کرنے والا: سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ وحی میں حضرت مصلح موعود کے بارے میں فرمایا ہے کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)"۔ تین کو چار کرنا مختلف پیرایوں میں احمدیہ لٹریچر میں تفصیلاً موجود ہے۔ یوگ کے مد نظر سیدنا محمودؓ نے تین کو چار کر دیا۔ پہلا یوگ شری کرشن جی کے۔ دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تیسرا حضرت مثیل کرشن مسیح موعود علیہ السلام کے وقت برپا ہوا۔ ان تین کو حضرت محمودؓ المصلح الموعود کے وقت ۱۹۹۸ء بکرمی میں پڑنے والے یوگ نے چار کر دیا۔

سو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ المصلح الموعود ان عظیم الشان شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔ جن کی تائید کے لئے انقلاب کی تاریخیں جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ جن کی تائید کی خاطر تاثیرات ارضی و سماوی از خود کام کر رہی ہوتی ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۶ وہ آئیں گے سوال پیدا ہوگا کہ ان واقفین کو سنبھالے کون جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے (الوصیۃ صفحہ ۲ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۱ء قادیان۔ ناقل)

"کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ روپیہ کہاں سے آئے گا مجھے یہ فکر ہے کہ روپیہ کو سنبھالنے والے کہاں سے آئیں گے اس طرح مجھے بھی یہ فکر نہیں کہ اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے والے کہاں سے آئیں گے مجھے یہ فکر ہے کہ وقف کرنے والے اس کثرت سے آئیں گے کہ ان کو سنبھالے گا کون؟"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۵ء الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۱۲۵)

واقفین زندگی کے عظیم قدردان حضرت مصلح موعودؓ جن سے کلام اللہ کا شرف اور عظمت ظاہر ہوا۔ آپ نے آیت (اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ..... بِالْعَدْلِ۔ النساء ع ۸ آیت ۵۹) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ مفسرین اس آیت سے امانت کا روپیہ تقسیم کرنے کا مفہوم سمجھ رہے ہیں۔ لیکن یہاں امانت سے مراد حکومت ہے آپؓ نے (یعنی حضرت مصلح موعودؓ نے) تین دفعہ بلند آواز سے یہ فقرہ دہرایا کہ:-

"ہمارے ناظر نوٹ کر لیں۔ ہمارے ناظر نوٹ کر لیں۔ ہمارے ناظر نوٹ کر لیں۔ جب کسی ملک کی حکومت سلسلہ کے ماتحت آئے تو اس وقت ہمارے ناظروں کا کام ہوگا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس ملک میں کس نے جا کر تبلیغ کی ہے اگر وہ موجود ہو تو اس کو ورنہ اس کی اولاد در اولاد میں سے موزوں افراد کو اس علاقہ کی حکومت کے کام میں حصہ دیا جائے۔"

(بروایت حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ۔ تجلّیٔ قدرت صفحہ ۲۰ ایڈیشن دوئم)

ایڈیٹر صاحب اخبار "نئی دنیا" دہلی کے نام کھلا خط

از محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری صدر نگران بورڈ اخبار بدر قادیان

عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، جماعت احمدیہ کے صد سالہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے دسمبر ۱۹۹۱ء میں ہندوستان تشریف لائے۔ ہمیں خوشی ہے کہ اس موقعہ پر ہندوستان کے بعض نامور صحافیوں نے آپ سے ملاقات کی اور انٹرویو لئے اور خبریں بھی شائع کیں۔ بعض مسلم اخبارات نے بھی آپ کے دورہ ہندوستان اور جلسہ سالانہ کی تقریبات کی خبریں شائع کیں۔ اکثر مسلم اخبارات نے اگر اس موقعہ پر کچھ حق میں لکھنا پسند نہ کیا تو خلاف بھی نہیں لکھا کیونکہ معلم اخلاق سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں کو یہ تاکیدی ارشاد ہے کہ "جب کسی قوم کا معزز فرد تمہارے پاس آئے تو اس کی تکریم کرو (ابن ماجہ)"

اگر عزت افزائی کا موقعہ نہ مل سکے یا مصلحتاً خاموشی اختیار کی جائے تو ٹھیک ہے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اگر کوئی شخص محض سستی شہرت کی خاطر دیدہ دانستہ تذلیل کی راہ اختیار کرتا ہے تو اس کو اس حدیث کی روشنی میں اپنی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

اس لحاظ سے ہم نئی دہلی سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار "نئی دنیا" کے ایڈیٹر جناب شاہد صدیقی صاحب کو عرض کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اس موقع پر احمدیت کے خلاف پرانے گھسے پٹے اعتراضات اور خرافات کو اپنے اخبار کی اشاعت مورخہ ۱۴ تا ۲۰ جنوری ۱۹۹۲ء کی زینت بنا کر ہمارے دلوں میں ان کی صحافت اور مسلمانوں سے ہمدردی کا جو ایک حسن ظن تھا اس کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں مضمون نگار کا نام نہیں ہے اس لئے ایڈیٹر صاحب ہی کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

اس مضمون میں احمدیہ لٹریچر سے جن کتب کے بے سر و پا حوالے دیکر سادہ لوح مسلمانوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے، اس بارے میں ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جناب شاہد صدیقی صاحب نے ان کتب کا مطالعہ کرنا تو درکنار، ان کتابوں کی شکل بھی نہیں دیکھی ہوگی۔ دراصل یہ وہی پرانے گھسے پٹے اعتراضات کا مجموعہ ہے جو الیاس برنی صاحب کی کتاب "قادیانی مذہب" وغیرہ سے نقل در نقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا ان کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اعتراضات بالکل بے بنیاد ہیں اور بعض عبارتوں کو کتر و بیونت کر کے غلط نتیجہ اخذ کر کے محض دھوکہ دینے کی غرض سے کئے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مرتبہ پھر ایسے اعتراضات کے جوابات کی سیریز منظر عام پر لائی جا رہی ہے۔ حق کے متلاشیوں سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ نظارت نشر و اشاعت قادیان یا نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے ان کتب کے حصول کے لئے رابطہ قائم فرمائیں۔

ہزاروں مرتبہ اس امر کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ احمدی کسی بھی غیر احمدی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔ بلکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ:

"جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے اور فی الحقیقت وہ کافر نہیں تو وہ کفر لوٹ کر اسی پر پڑتا ہے"۔

(بخاری)

پس جب غیر احمدی علماء احمدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں تو ہم جناب شاہد صدیقی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر احمدی خدا کے نزدیک مسلمان ہیں اور یقیناً ہیں تو بتائیے انہیں کافر قرار دینے والے کیا قرار پاتے ہیں؟

آپ بڑے فخر سے اپنے اس مضمون میں حوالہ دیتے ہیں کہ "علماء کے مطالبہ کے نتیجہ میں حکومت پاکستان نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں باقاعدہ ایک آئینی فیصلہ کے مطابق انہیں (یعنی احمدیوں کو نائل) غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا ہے۔"

اب آپ ہی بتائیے کہ اگر قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی تعلیمات کی روشنی میں احمدی مسلمان قرار پاتے ہیں اور یقیناً مسلمان قرار پاتے ہیں، تو حکومت پاکستان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث کے مطابق کیا قرار پاتی ہے؟ اور فخریہ اس حوالے کو پیش کرنے والے کیا قرار پاتے ہیں۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

سادہ لوح مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے بار بار اسی قسم کے حوالے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے پیش کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شاہد صدیقی صاحب نے پیش کیا ہے کہ

"خود مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کے لئے کنجریوں کی اولاد، ہمارے بیابانوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر جیسی نازیبا اور غیر مہذب الفاظ استعمال کیا ہے۔"

حالانکہ یہ الفاظ مجازی طور پر صرف ان گندہ دہن دشمنوں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں جنہوں نے پاکوں کے سردار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں۔ چنانچہ اس عربی کتاب کا اگلا شعر یہ ہے۔ کہ

سَبُّوْا وَمَا أَدْرِيْ لِأَيِّ جَرِيْمَةٍ
سَبُّوْا أَنَعْصِيْ الْحِبَّ أَوْ نَتَجَنَّبُ

(نجم الہدیٰ)

کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور میں نہیں جانتا کہ آپؐ کے کس جرم کی وجہ سے انہوں نے ایسا کیا ہے۔

انہوں نے گالیاں دی ہیں تو کیا ہم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہو جائیں گے یا آپؐ سے کنارہ کش ہو جائیں گے؟

اگر جناب شاہد صدیقی صاحب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بدترین دشمنوں کے لئے یہ الفاظ ناگوار لگتے ہیں تو قرآن کریم کے ان بیانات کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جس میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپاک الفاظ سے یاد کرنے والے یہودیوں اور مشرکوں کو بندر، سؤر، شیطان کے پرستار اور شر البریہ تک قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ کئی یہودیوں کو جو اپنے طرز پر خدا کی عبادت میں لگے رہتے ہیں اور نیک بندوں کو دکھ نہیں دیتے، ان کی تعریف بھی کی گئی ہے۔

پس اسی طریق پر آپ اپنے دیگر اعتراضات کا حشر سمجھ لیجئے!

آپ جیسے قابل اور لائق اور بے باک تبصرہ کرنے والے صحافی کے لئے دیانتدارانہ صحافت کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب خود امام جماعت احمدیہ دہلی میں ورود فرما ہوئے تھے تو آپ بنفس نفیس تشریف لاتے۔ انٹرویو لیتے۔ دل کھول کر سوال کرتے اور جو جواب پاتے اس کو دھڑلے سے شائع کرتے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو دکھاتے کہ دیکھو یہ حقیقت ہے جو میں نکال لایا ہوں۔

لیکن افسوس ہے کہ اپنے مضمون کے آخر پر ایک بالکل بے حقیقت بات لکھ کر رہی سہی کسر بھی آپ نے پوری کر دی۔ آپ لکھتے ہیں کہ

"اس وقت عالمگیر سطح پر اسلام دشمن طاقتیں ان کی ہمدرد بن کر کھڑی ہو گئی ہیں اور ان کے حوالہ سے مسلمانوں کو ہدف طعن و تشنیع بنا رہی ہیں"۔

خلیج کی جنگ کے عوامل [illegible] پر حضرت امام جماعت احمدیہ کے بصیرت افروز خطبات کا مجموعہ ہم نے آپ کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا تھا۔ شاید نہیں ملا ہوگا۔ اب پھر ہم آپ کو بھجوا رہے ہیں نیز مزید کچھ اور لٹریچر بھی ارسال خدمت ہے۔ اور درخواست ہے کہ فرصت کے وقت اسے ضرور پڑھیں پھر آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ کون "مسلمان" اسلام دشمن طاقتوں کا چاپلوس ہے اور کون "کافر" ان طاقتوں کو للکارتا ہے کہ خبردار ایسی ناپاک سازشوں سے باز آجاؤ اور مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ اپنے اندر یکجہتی پیدا کرو اور اس "سر" کو ڈھونڈو جس کے بغیر آج تمہارا سارا دھڑ بے کار اور بے حس پڑا ہے۔

خدا آپ کو سمجھنے کی توفیق دے

کیونکہ آپ حقیقت کو سمجھیں گے تو عام مسلمانوں کو بھی سمجھا سکیں گے، اگرچہ آپ کا مضمون اخلاقی اقدار سے بالکل عاری ہے اور ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اسلامی اقدار کی حدود میں جواب دینے کی کوشش کریں۔ تاہم اگر کوئی بات گراں گزرے تو اس کے لئے معذرت خواہ ہیں۔

امید ہے آپ آزاد صحافت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہمارے اس نوٹ کو بھی اسی وسعت قلبی سے قارئین "نئی دنیا" تک پہنچائیں گے جس کے تحت آپ نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے نظریات قارئین کی نذر کئے تھے۔

☆☆☆

دوسری قسط (آخری)

مسئلہ تقدیر

از قلم محترم شیخ مبشر بشارت الرحمن صاحب وکیل التعلیم ربوہ

لقیہ :- آج کل کے ماہرین علم النفس نے عقیدۂ جبر کو PSYCHIC DETERMINISM نفسیاتی مجبوری کا نام دیا ہے یعنی انسان اپنے لاشعور سے مجبور ہے یعنی اس کا ہر کام بالعموم پیچھے لاشعوری اثرات اور ان کے تقاضوں کی وجہ سے سرزد ہوتا ہے مگر ایسی مجبور انسان کا تجزیۂ نفسی یا تحلیل نفسی (PSYCHO ANALYSIS) کے ذریعہ علاج کیا جاسکتا ہے۔ اور اللہ قادر مطلق اور شافی و کافی پر ایمان رکھنے والا تو اپنی لاشعوری نفسیاتی امراض سے بھی مقبول دعا کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو

اسی لئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دعا کے وقت بجز وعدہ کی مستثنیات کے خدا تعالیٰ کو ہر چیز پر قادر نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (کشتیٔ نوح)

اب مسئلہ تقدیر کے سلسلہ میں بعض احادیث کی تشریح کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ پڑھنے والے کہیں ان کا غلط مفہوم اخذ نہ کریں۔ ان میں سے ایک حدیث نبوی یہ ہے کہ :-

نمبر۱ :- عن عبد اللّٰہ (ابن مسعودؓ) قال حَدَّثَنَا رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم وَھُوَ الصّادقُ المصدوقُ قال اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ مَلَکًا فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعٍ ۔ بِرِزْقِہٖ وَاَجَلِہٖ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ۔ فَوَاللّٰہِ اِنَّ اَحَدَکُمْ اَوِ الرَّجُلَ یَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا غَیْرُ بَاعٍ اَوْ ذِرَاعٍ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا ۔ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا غَیْرُ ذِرَاعٍ اَوْ ذِرَاعَیْنِ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَا ۔ (صحیح بخاری ۔ کتاب القدر)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا جبکہ آپ صادق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی آپ کو سچی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ تم میں سے ہر شخص کے اجزاء کو جبکہ وہ نطفہ کی شکل و حالت میں ہوتا ہے اس کی ماں کے رحم میں چالیس دن تک کی مدت میں جمع کیا جاتا ہے پھر اسی طرح وہ علقہ بنتا ہے پھر مضغہ یعنی ایک بوٹی کی شکل اختیار کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس فرشتے کو چار باتیں لکھنے کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے۔

★ اس شخص کے رزق ۔
★ اس شخص کی عمر کی میعاد کے بارے میں ۔
★ اور یہ کہ وہ بدبخت ہے یا
★ وہ نیک بخت ہے ۔

اور خدا کی قسم ایک شخص دوزخیوں کے کام کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر وہ لکھی ہوئی تقدیر غالب آتی ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ایک یا دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھی ہوئی تقدیر غالب آتی ہے اور وہ دوزخ میں جا گرتا ہے۔

اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ جنت یا دوزخ میں جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کسی شخص کے بارے میں فیصلہ پیدائش سے قبل ہی لکھ دیا جاتا ہے اس شخص کے اعمال اس کو بدل نہیں سکتے۔

اس حدیث کی حقیقت بلکہ ہر دینی حقیقت کے سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ متشابہات کو محکمات کے تابع کیا جائے۔ محکمات ان احکام امور یا عبارات کو کہتے ہیں جن کے دو معنی نہیں ہو سکتے۔ واضح طور پر صرف ایک ہی مفہوم ان میں نکلتا ہے۔ اور متشابہات ان باتوں کو کہا جاتا ہے جن کے کچھ ملتے جلتے مختلف معانی کئے جا سکتے ہیں۔

بعض صحیح ہوتے ہیں اور بعض غلط۔ صحیح معنی وہ ہوتے ہیں جو محکمات کے تابع اور ان سے ہم آہنگ ہوں اور غلط وہ جو محکمات کے واضح مفہوم سے تضاد رکھیں۔ اب یہ امر کہ جنت اور دوزخ میں انسان خواہ اعمال کا لکھی ہوئی تقدیر یا فیصلے کے جبر سے جاتا ہے محکمات سے تضاد رکھتا ہے۔ اس بارہ ایک محکم فرمان الٰہی یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا ۔ (سورۃ الدہر)

یعنی ہم نے انسان کو جنت میں جانے اور خدا تعالیٰ کو پانے کا راستہ بتا دیا ہے اب خواہ وہ شکر گذار ہو کر تیجے اس پر چلے یا انتہائی ناشکری کرتے ہوئے اس پر چلنے سے انکار کر دے اس سے ظاہر ہے کہ انسان نیکی اور بدی کے راستہ کو اپنی مرضی سے ہی اختیار کرتا ہے۔

پھر یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ اگر انسان جبر کی وجہ سے بدی کرتا ہے تو پھر اسے سزا دینے اور جہنم میں ڈالنے کے کیا معنی ہیں۔؟ اسی طرح اگر وہ نیکی جبر کی وجہ سے کرتا ہے تو جنت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ بالا حدیث کے یہ معنی نہیں تو پھر اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اپنی پیدائش کے موقعہ پر کئی قسم کے اچھے اور برے اثرات رجحانات بیماریاں اور عوارض لئے پیدا ہوتا ہے جو مخفی تخم کے طور پر اس کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ کچھ ماحول کے نتیجہ میں اور کچھ والدین سے ورثے کے طور پر اسے ملتے ہیں۔

آج کل اس بارے میں زبردست تحقیق ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے انسان والدین سے ورثے میں کئی جسمانی بیماریوں کے رجحانات لیتا ہے۔

پس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ رزق اور عمر کے بارے میں پیدائش کے موقعہ پر انسان کی استعداد اور فطری صلاحیت متعین ہو جاتی ہے اسی طرح نیکی اور بدی کے ورثہ میں ملے ہوئے رجحانات کے مطابق اس کے شقی یا سعید ہونے کا تعین ہوتا ہے۔

لیکن انسان جس طرح ورثہ میں ملنے والی جسمانی بیماریوں کا صحیح علاج کروا کے ان سے نجات پا سکتا ہے اسی طرح انبیاء کی تعلیم پر اراده اور مرضی سے کاربند ہونے اور دعاؤں اور استغفار کے ذریعہ بدی کے رجحانات کا بھی علاج کروا کر ان سے پاک اور مبرا ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمثیلی زبان میں ایک حقیقت بیان کی ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی ارواح کو اپنے سامنے حاضر کیا اور ان سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ یعنی کیا میں نے اپنی پہچان کے لئے اور اپنی ربوبیت کے لئے تمہیں پیدا نہیں کیا؟ تا تم ارتقائی عمل میں سے گذر کر اپنے وجود کی اپنی اپنی استعداد کے مطابق پہچان اور معرفت حاصل کرو اور اپنی زندگی کے مقصد کو پالو۔ تمام ارواح نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ایسا ہی ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے یہ کارروائی اس لئے کی ہے اور تمہیں اپنے خلاف گواہ بنایا ہے کہ قیامت کے روز تم یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ ہم تو ان باتوں سے بالکل ہی بے خبر اور ناواقف تھے۔

دوسری جگہ فرمایا کہ جن و انس کو میں نے صرف اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی پہچان اور معرفت اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی لقاء کا مادہ خواہ وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو ہر انسان میں فطرتاً ودیعت کیا گیا ہے۔

یہ جو آیا ہے کہ ہر بچہ کے بارے میں رحم مادر میں لکھا جاتا ہے کہ شقی ہے یا سعید ہے تو یہ اس وقت کے عوارض کے تحت بعض ذہنی رجحانات کا تعین ہوتا ہے۔ بعض روحانی عوارض اور بیماریاں بچہ کو خدا تعالیٰ کے قانون GENETICS کے قانون کے تحت ملی ہوتی ہیں۔ ہاں بعد میں اس بچہ کے لئے روحانی علاج کے حصول کا راستہ کھلا ہوتا ہے اور جو بچہ بڑا ہو کر اس راستہ کو عمداً اختیار نہیں کرتا وہی قابل سزا بنتا ہے۔ اسی روحانی علاج کے لئے تو انبیاء اور رسل کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری و ساری ہے۔

قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم کو روحانی صحت پانے کے لئے ایک روحانی ہسپتال کا ذکر فرمایا ہے۔

فرمایا :-
الٓمّٓ ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔
یعنی یہ قرآن کریم ایک روحانی ہسپتال

ہے جس کا میڈیکل سپرنٹنڈنٹ میں اللہ ہوں جو تمام روحانی امراض اور شقاوتوں اور ان کے علاج کے بارے میں پورا پورا علم رکھتا ہوں۔

ذٰلِکَ الْکِتٰب۔ یہ قرآن مجید تحریر کردہ اور تجویز کردہ نسخہ ہے جو شخص بھی اسے ہدایات متعلقہ کے مطابق استعمال کرے گا وہ شفایاب ہوگا اور اپنی استعداد کے مطابق اپنے رب کی معرفت حاصل کرکے اُسے پا سکے گا۔ اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں بلکہ یہ یقینی امر ہے۔ اپنی کسی شقاوت یعنی روحانی بیماری کی وجہ سے ہلاکت کا سامنا وہی کرے گا جو اس تحریر کردہ نسخہ کو استعمال ہی نہ کرے گا۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس میں الٰہی نسخہ ہے خدا تعالیٰ کے بارے میں تمام شکوک و شبہات مٹ جائیں گے اور کسی قسم کا ریب اور شک و شبہ باقی نہ رہے گا۔

ہاں ایک شرط بہرحال لازم حال ہوگی کہ بیمار کو جو پرہیز بھی بتایا جائے وہ اس پر بہرحال عمل پیرا ہو۔ (ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن) اور یہ ایسی شرط ہے جو تمام اطباء اپنے مریضوں پر عائد کیا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز تمہاری بیماری میں اضافہ کردے گی۔ اس کے نزدیک نہیں جانا یعنی اس شجرہ ممنوعہ کا پھل نہیں کھانا چاہئے جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

بد پرہیز را ہمے نہ بیند روئے صحت را

یعنی بد پرہیز بیمار کبھی صحت کا منہ نہیں دیکھا کرتا۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیشہ انبیاء کو بھیج کر روحانی امراض سے شفایابی کا انتظام کیا کرتا ہے۔ جو لوگ ان کی دعوت کو قبول کرتے ہیں وہ صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ اپنی شقاوت کو انتہا تک پہنچا کر بالآخر جہنم کے ہسپتال میں داخل ہو کر شفایاب ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جہنم میں داخل کرنے کیلئے کسی پر کوئی جبر نہ ہوگا۔

قرآن کریم کی آیات کریمہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی کے بھی یہی معنی ہیں یعنی انسان پیدائش کے موقعہ پر ورثہ میں اور بعد میں اپنے ماحول سے بعض شقاوتیں یعنی اخلاقی و روحانی بیماریوں کے اثرات حاصل کر لیتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے نفس کو بعد میں ان اثرات سے پاک کر لیتا ہے وہ کامیاب ہو کر جنت کا وارث

ہو جاتا ہے۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا اور نامراد و ناکام وہ شخص ہوتا ہے جو ان بد اثرات کی دلدل میں خود کو گاڑ دیتا ہے اور جہنمی بن جاتا ہے۔ پس مذکورہ بالا حدیث سے ہرگز اس بات کی نفی نہیں ہوتی کہ انسان انبیاء کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر بھی شقاوت کے جراثیم اور اثرات سے اپنے آپ کو پاک نہیں کر سکتا۔

حدیث میں جو مثال دی گئی ہے وہ بالکل اسی طرح کی ہے کہ مثلاً ایک شخص کے اندر ہیضے کے جراثیم مخفی ہوں۔ ہیضے کے موسم میں وہ ٹیکہ نہ کروائے۔ ہاں ویسے وہ بظاہر قوی اور توانا ہو۔ یکدم کسی وقت بد پرہیزی اور عدم احتیاط کی بنا پر ہیضے کے وہ مخفی جراثیم جوش میں آکر اسے شدید ہیضے میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک مخفی بیماری اس پر غالب آگئی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ آج کل تو یہ علم یعنی SCIENCE OF GENETICS بہت ہی ترقی کر گیا ہے۔ اور مزید ترقی کر رہا ہے۔ اس کی رو سے مادۂ حیات کا ابتدائی سیل (CELL) یا نقطہ کچھ کروموسومز اپنے اندر رکھتا ہے۔ بالعموم حیوانی مادہ کے ابتدائی سیل (CELL) میں چوبیس ۲۴ کروموسومز ہوتے ہیں لیکن مادۂ حیات کے ابتدائی CELLS بارہ ہوتے ہیں۔ بارہ مرد کی طرف سے اور بارہ عورت کی طرف سے آتے ہیں۔ اور مل کر ۲۴ ہو جاتے ہیں۔ ان کروموسومز پر کچھ باریک باریک سے نقطے ہوتے ہیں جنہیں (GENES) کا نام دیا جاتا ہے۔ ان نقطوں میں انسانی استعدادیں اچھے اور برے رجحانات اور ان کی کیفیات مضمر ہوتی ہیں۔ انسانی کردار کی بعض استعدادیں اور خوبیاں کی اگلی نسل میں ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ پانچ چھ پشتوں اور نسلوں کے بعد اس کردار کا حامل جین پہنچتا ہے اور ساتویں نسل میں وہ مخفی استعداد یا کمال ظاہر ہو جاتا ہے۔ درمیانی نسل یا نسلیں (CARRIER) منتقل کرنے والی ہوتی ہیں۔

گویا خالق فطرت نے ان جینز کے اندر بعض بری اور اچھی استعدادیں چھپائی ہوتی ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہیں۔ کسی خاص سبب کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے ان بری استعدادوں کے ظاہر ہونے پر ان کی اصلاح اور صحیح تقویم کے لئے خالق

فطرت نے اپنے مرسلین کا سلسلہ چلایا ہوا ہے جو خالق فطرت کی طرف سے بطور روحانی طبیب ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور روحانی مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ یہ روحانی اطباء جنہیں انبیاء اور مرسلین کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے اپنے بھیجنے والے کی طرف سے اعلیٰ سے اعلیٰ علاج کے طریقوں اور روحانی امراض کے نسخوں سے پُر ہدایت نامہ لاتے ہیں مگر وہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن ہوتا ہے یعنی یہ پرہیز کرنے والوں کو روحانی صحت سے ہمکنار کرتا ہے۔ اصل معالج تو خود خالق فطرت ہی ہوتا ہے مگر اپنے مرسلین کو وہ اپنے روحانی علاج کا ذریعہ بناتا ہے مگر اس علاج میں تقویٰ یعنی بعض مضر امور سے پرہیز کرنا شرط ہوتا ہے اور یہ شرط تو سب ڈاکٹر اور اطباء لگایا ہی کرتے ہیں جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

بد پرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را

یعنی بد پرہیزی کرنے والا بیمار کبھی صحت کا منہ نہیں دیکھا کرتا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ:۔ اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ۔

یعنی اللہ تجھے اس وقت بھی دیکھ رہا ہوتا اور دشمنوں سے تیری حفاظت کر رہا ہوتا ہے) جب تو اپنے فرائض منصبی کی سرانجام دہی کیلئے کھڑا ہوتا ہے اور اسی طرح رات کو جب تو نماز میں کھڑا ہو کر اپنے مولیٰ و آقا سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح پہلے بھی وہ تجھے دیکھتا رہا ہے۔ اور اسی کی حفاظت کرنے والی نگاہ ہر دم تجھ پر پڑ رہی تھی جبکہ تو اپنے ساجد آباد و اجداد کی پشتوں میں سفر کر رہا تھا اپنے نور کے کامل اظہار کے لئے چلا آ رہا تھا تیرے ساجد آباء و اجداد اس نورِ محمدی کیلئے بطور CARRIER تھے اور بعض ایک خاص حد تک اس نور کو ظاہر کرنے والے بھی تھے۔ جیسے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام۔

بعض اوقات کسی شخص کے اندر کوئی مخفی شقاوت یا روحانی بیماری پوشیدہ ہوتی ہے اور حالات اُسے مومنوں کی جماعت میں شامل کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ ان میں پیدا ہوتا ہے یا آملتا ہے اور جنتیوں کے اعمال کرنے لگتا ہے۔ مگر عدم علم کی بناء پر یا کسی اور وجہ

سے وہ اپنی مخفی بیماری یا شقاوت سے اپنے آپ کو پاک نہیں کر پاتا جو اس کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ تاگہاں کسی خارجی اثر یا سبب سے اس شقاوت کے جراثیم بھڑک اُٹھتے ہیں اور وہ شخص جہنم میں جا گرتا ہے یہی معنی ہیں کہ بلفوائے حدیث نبوی تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے۔

اب ایک اور حدیث لی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کے بچوں کے متعلق سوال کیا گیا یعنی یہ سوال کہ وہ جنتی ہوں گے یا دوزخی۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو خوب علم تھا کہ انہوں نے کونسے اعمال کرنے تھے اس لئے اسی علم ازلی کے مطابق ہی وہ جنتی یا دوزخی ہوں گے۔ اس حدیث سے یہ غلط نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم مؤثر ہے اور "معلوم" کے تابع نہیں ہے۔ بلکہ "معلوم" یعنی آخری انجام علم ازلی کے تابع ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر کسی حدیث کا مفہوم قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف ہو تو وہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہی نہیں ہو سکتی۔ قبل ازیں قرآن کریم سے یہ بتایا جا چکا ہے کہ انسان اپنے ارادہ میں آزاد ہے۔ اور اسی وجہ سے نیک اعمال کی وجہ سے جنت کا اور بد اعمال کی وجہ سے دوزخ کا وارث ہوتا ہے۔

سو اس حدیث کا یہ مفہوم کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق مشرکین کے بچوں کے جنتی یا دوزخی ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ بالبداہت محکمات سے متضاد اور غلط ہے۔

پھر اس مفہوم کے متضاد احادیث بھی ہیں ایک حدیث میں یہ مضمون ہے کہ چھوٹے بچے جو فوت ہو جاتے ہیں کسی وقت کسی اور عالم میں اللہ تعالیٰ انہیں عقل و فہم کی پختگی عطا کرکے ان کی طرف انبیاء کو مبعوث کریگا۔ پھر ان کو جھٹلانے کی یا قبول کرنے کی وجہ سے وہ دوزخی یا جنتی قرار پائیں گے۔ اب یہ دونوں متضاد احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی منسوب ہیں۔ دونوں تو صحیح نہیں ہو سکتیں کیونکہ متضاد مفہوم رکھتی ہیں لہذا مذکورہ بالا حدیث کا یہ

مفہوم کہ اللہ تعالیٰ اپنے ازلی علم کی بناء پر [illegible] بچوں کو جنتی یا دوزخی قرار دے گا۔ صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور قابل قبول نہیں۔

اب ایک تیسری حدیث کو لیا جاتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَکَّلَ اللّٰہُ بِالرَّحِمِ مَلَکًا۔ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ نُطْفَةٌ اَیْ رَبِّ عَلَقَةٌ اَیْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّقْضِیَ خَلْقَہَا قَالَ اَیْ رَبِّ ذَکَرٌ اَمْ اُنْثٰی اَشَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ۔ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ۔ فَیُکْتَبُ کَذٰلِکَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ۔

(صحیح بخاری۔ کتاب القدر)

یعنی حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے ایک وقت وہ کہتا ہے کہ اے اللہ یہ نطفہ ہے پھر کہتا ہے یہ علقہ ہے پھر کہتا ہے کہ یہ مضغہ بن چکا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس نطفہ کی تخلیق کو مکمل کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ اسے مذکر بنایا جائے یا مؤنث۔ اور شقی یعنی بدبخت بنایا جائے یا سعید یعنی خوش نصیب۔ اس کا رزق کیا ہوگا؟ پس اس طرح یہ امور ماں کے پیٹ میں لکھے جاتے ہیں۔

اس حدیث کی تشریح بھی وہی ہے جو پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ رحم مادر میں ان تمام حالات (جو اللہ تعالیٰ کے قوانین ظاہری یا باطنی کے تحت اس وقت نتیجۃً مرتب ہو رہے ہوتے ہیں) کے مطابق بعض رجحانات اور استعدادیں جنین پر منتقش ہوتی ہیں یعنی رزق، عمر، شقاوت و سعادت کم ہونا یا زیادہ ہونا یہ سب امور سابقہ حالات کے طبعی اور منطقی نتیجہ کے طور پر بچے کے GENES میں ودیعت ہوتے ہیں۔ بعد میں انسان اللہ تعالیٰ کے دوسرے ظاہری و باطنی قوانین کے تحت ان حالتوں میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ گویا یہ "لکھنا" حالات حاضرہ یا استعدادوں کا "لکھنا" یا متعین کرنا ہوتا ہے۔ بچے کے خدا تعالیٰ کے علم ازلی کے تحت صادر ہونے والے انجام کا یعنی جنتی اور دوزخی ہونے کا "لکھا جانا" مراد نہیں ہوتا۔ قبل ازیں اس کی کافی تشریح کی جا چکی ہے۔

اب ایک ہی مضمون پر مشتمل دو الگ الگ راویوں کی روایت سے دو احادیث نبوی اور نقل کی جاتی ہیں۔

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُعْرَفُ اَھْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ۔ قَالَ فَلِمَ یَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ کُلٌّ یَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَہٗ اَوْ لِمَا یُیَسَّرُ لَہٗ۔

یعنی ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا دوزخی لوگ جنتیوں کے مقابلے میں الگ پہچانے جا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو سائل نے عرض کیا کہ پھر عمل کرنے والوں کو عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آنحضور نے فرمایا ہر شخص اس طریق پر ہی عمل کرتا ہے جو اس کی فطرتی خلقت کے مطابق ہوتا ہے یا جو اس کے لئے آسان کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث یہ ہے کہ

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ عُوْدٌ یَنْکُتُ فِی الْاَرْضِ۔ فَقَالَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ کُتِبَ مَقْعَدُہٗ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ۔ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَلَا نَتَّکِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ لَا۔ اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ۔ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ..... الخ۔

(سورة اللیل آیات ۵ تا ۱۰)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور کے پاس ایک چھڑی تھی جس کے ساتھ آپ زمین پر نشان ڈال رہے تھے تو آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ میں یا جنت میں نہ لکھا جا چکا ہو۔ اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اس بات کو ہی اپنے لئے بنیاد نہ بنا لیں کہ عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس نے جنتی ہونا ہے اس نے تو ہونا ہی ہے اور یہی حال دوزخیوں کا ہے عمل کرنے سے بھلا کیا فرق پڑ سکتا ہے؟

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عمل کرو۔ اعمال بجا لاؤ کیونکہ ہر شخص کیلئے جنت کا یا دوزخ کا راستہ (اس کے اعمال کے نتیجہ میں ہی) آسان کیا جاتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم میں سے سورة لیل کی وہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس شخص نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں اپنے اموال، اوقات اور قوتیں خرچ کیں اور اپنے جذبات اور رجحانات کو بھی تقویٰ شعاری کے تحت رکھا اور اپنے خیالات کو سچائی پر قائم رکھا تو ہم اس کے لئے آسان زندگی کا مقام یعنی جنت کا حصول آسان کر دیں گے۔

اب ان آیات اور ان احادیث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ہر شخص کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے چونکہ جنت یا دوزخ کی راہ آسان کی جاتی ہے اس لئے وہ اس پر چلنے پر مجبور ہے اور اعمال بجا لانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بالکل غلط ہے کیونکہ اس سورة کریمہ میں خدا تعالیٰ نے دونوں قسم کی راہوں کو آسان کرنے کے لئے اعمال کی شرط لگا دی ہے کہ جو یہ عمل کرے گا اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دی جائے گی اور جو یہ عمل کرے گا اس کے لئے دوزخ کی راہ آسان کر دی جائے گی۔

صاف ظاہر ہے کہ دونوں امر اعمال پر ہی موقوف ہیں اور عمل جس پر جزا و سزا مرتب ہو رہی ہوتی ہے جو انسان اپنی مرضی اور ارادہ سے کرتا ہے۔

پس ان چاروں احادیث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انسان مجبور محض ہے غلط ہے۔ ہر غلط عمل، غلط رجحان و جذبہ اور غلط فکر کا علاج پختہ ارادہ اور استعانت (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ) سے ہو سکتا ہے۔

صحیح اعمال صالحہ، صحیح جذبات اور صحیح طریق فکر انسان کے اپنے عزم بالجزم اور اللہ تعالیٰ سے حضور طلب اور استعانت سے ہی میسر آتے ہیں اور تقدیر خدا تعالیٰ کے اس فیصلے کو ہی کہتے ہیں جو تمام حالات و موجبات حاضرہ کے تحت صادر کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام احادیث سے جبر کے نظریہ کا کوئی جواز ثابت نہیں ہوتا۔

حرف آخر:۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہونے والے فیصلہ کو کہتے ہیں جو تمام حالات و موجبات حاضرہ کا مجموعی نتیجہ ہوتا ہے جو فیصلے عام قوانین قدرت کے تحت صادر ہوتے ہیں وہ تقدیر عام طبعی کہلا سکتے ہیں اور جو فیصلے عام طبعی قوانین میں کوئی استثناء پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کے خاص ارادہ اور مشیت سے صادر ہوں انہیں ہم تقدیر خاص طبعی کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ ان کے بعد اسی قسم کی دو اور تقدیریں خدا تعالیٰ کی شرعی احکام و قوانین کے تحت جاری ہو کر تقدیر عام شرعی اور تقدیر خاص شرعی کہلا سکتی ہیں۔

بیان مذکورہ بالا میں یہ بھی ظاہر کیا جا چکا ہے کہ جس طرح بعض موجبات کے پیدا ہونے کی وجہ سے ہم اپنے فیصلوں کو خواہ ہم ان کا اعلان بھی کر چکے ہوں بدل سکتے ہیں اور بدل دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ایسا کرتا ہے اور اس کی ایک تقدیر دوسری تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے بعض کا رجحان اس طرف تھا کہ تقدیر نہیں بدلتی۔ ان میں سے ایک امین الامة حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح بھی تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں خود ملک شام جا کر اسلامی جہاد کا معائنہ کرنے کا ارادہ کیا تو شام کے قریب پہنچنے پر آپ کو پتہ چلا کہ علاقہ شام میں تو طاعون جارف کا دور دورہ ہے تو آپ نے اکابر صحابہؓ کو جمع کیا اور مشورہ کیا اور اس مشورہ کے نتیجہ میں فیصلہ کیا کہ آپ اپنے دورہ شام کو ملتوی کر دیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ اس مشورہ کے وقت حاضر نہ تھے۔ اور بعد میں جب انہیں حضرت عمرؓ کے اس فیصلے کا علم ہوا تو آپ نے خلیفہ وقت سے کہا کہ اَتَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ۔ کہ کیا آپ خدا تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ابو عبیدہ! کاش یہ بات تمہارے علاوہ کسی اور کے منہ سے سنتا۔ (ٹھیک ہے) ہم خدا تعالیٰ کی ایک تقدیر سے خدا تعالیٰ کی ہی دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ بعد میں ایک صحابی نے حضرت عمرؓ کے سامنے یہ گواہی دی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا تھا کہ اگر کسی علاقہ میں طاعون پھوٹ پڑے تو تم اس علاقہ میں مت جاؤ اور اگر تم اس علاقہ میں پہلے سے موجود ہو تو پھر اس سے باہر نہ نکلو۔ اس طرح گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد نے حضرت عمرؓ کے فیصلہ کی تصدیق کر دی جس پر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

وَآخِرُ کَلِمَتِنَا حَمْدٌ وَّ شُکْرٌ لِرَبِّنَا مُحْسِنِنَا رَبِّ الْاِحْسَانِ۔

مجالسِ انتخاب اُمراء کے متعلق تفصیلی قواعد !

جن کا نفاذ بذریعہ ریزولیشن نمبر ۱۴۰۔غ م ۱۸-۲-۴۳ بمنظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ ہُوا !

مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نمائندگان مجلسِ مشاورت سے مشورہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلہ فرمایا تھا :-

"آئندہ امارت کے انتخاب کے لئے یہ قاعدہ ہوگا کہ جہاں چالیس یا اس سے زیادہ چندہ دہندہ ممبر ہوں وہاں کی جماعت کے امیر اور سیکرٹریوں اور محاسب، آڈیٹر اور امین کا انتخاب بلاواسطہ نہ ہوگا۔ بلکہ ایک مجلسِ انتخاب کے ذریعہ سے ہوگا۔ جس کے ممبروں کو چندہ دہندگان حسبِ قواعد منتخب کیا کریں گے۔ علاوہ ان ممبران مجلسِ انتخاب کے تمام مقامی صحابی (جن کے صحابی ہونے کی تصدیق مرکز سے حاصل کی جائے گی۔) اور تمام چندہ دہندگان مقامی ممبر جن کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہو اور ان کو بیعتِ خلافت کئے دس سال گزر چکے ہوں۔ اِس انتخاب میں حصہ لینے کے حقدار ہوں گے۔"

حضور کے اِس فیصلہ سے مندرجہ ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں :-

(۱) یہ کہ مذکورہ بالا مجلسِ انتخاب صرف اسی حلقۂ امارت میں مقرر کی جائے گی جہاں چالیس یا اس سے زیادہ چندہ دہندگان ہوں گے۔
(۲) یہ کہ حلقۂ امارت میں امیر کا انتخاب بلاواسطہ نہیں ہوگا بلکہ اِسی مجلسِ انتخاب کے ذریعہ سے ہوگا۔
(۳) یہ کہ اس مجلسِ انتخاب کے ممبروں کا انتخاب بھی چندہ دہندگان ان قواعد کے ماتحت کریں گے جو اس کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان مقرر کرے گی۔
(۴) یہ کہ مجلسِ انتخاب کے منتخب شدہ ممبروں کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب بھی اس کے ممبر ہوں گے۔
(الف) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اسی حلقۂ امارت میں رہتے ہوں (جن کی تصدیق مرکز سے حاصل کی جائے گی۔
(ب) اس حلقۂ امارت کے چندہ دہندگان جن کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہو۔ اور ان کو بیعتِ خلافت کئے ہوئے دس سال گزر چکے ہوں۔

تفصیلی قواعد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اجازت کے ساتھ مجالسِ انتخاب اُمراء کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی قواعد تجویز کئے گئے جن کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۲۲-۳-۴۱ کو مرحمت فرمائی تھی :-

(۱) جس حلقۂ امارت میں چالیس ۴۰ سے ایک سو تک چندہ دہندگان ہوں وہاں کی مجلسِ انتخاب کے منتخب شدہ ممبران کی تعداد (علاوہ ان زائد ممبران کے جن کا ذکر فقرہ ۴ میں ہے) گیارہ ۱۱ ہوگی۔ اس کے بعد ہر پچیس ۲۵ یا پچیس ۲۵ کی کسر کے لئے ایک۔
(۲) چندہ دہندگان سے مُراد وہ اصحاب ہیں جو اپنا چندہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جن کے بصورت موصی ہونے کے یا غیر موصی ہونے کے ہر دو صُورتوں میں چھ ۶ ماہ سے زائد عرصہ کا بقایا نہ ہو اور تحریکِ جدید کا تین سال کا بقایا نہ ہو۔ اور یہی شرط صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عائد ہوگی۔
(۳) اگر کسی بقایادار نے اپنے ذمہ کے بقایا کی رقم کی ادائیگی کے متعلق دفتر متعلقہ سے مہلت حاصل کر لی ہو تو وہ اِس شرط سے اُس وقت تک مُستثنیٰ ہوگا جب تک اُس نے مہلت لے رکھی ہو۔
(۴) مقامی جماعت کے کسی ممبر کے ذمہ اگر چھ ۶ ماہ سے زائد کا بقایا ہو اور اُس نے مرکز سے مہلت بھی نہ لے رکھی ہو تو وہ نہ کسی عہدہ کے لئے منتخب ہوسکتا ہے اور نہ ہی مجلسِ انتخاب کا ممبر بن سکتا ہے۔
(۵) اگر مجلسِ انتخاب کا کوئی ممبر خدانخواستہ فوت ہوجائے یا تبدیل ہوجائے یا مستعفی ہوجائے یا کسی اور وجہ سے اِس مجلس کا ممبر نہ رہے تو اس کی اطلاع فوراً ناظر اعلیٰ کو دینی ضروری ہوگی اور اِس اطلاع کے ساتھ ہی اس کے قائم مقام ممبر کا بھی انتخاب کروا کے بھیجا جائے۔
(۶) مجلسِ انتخاب کا اجلاس کل ممبروں کی مجموعی تعداد کے نصف ممبر حاضر ہونے پر ہوسکے گا۔
(۷) اس مجلسِ انتخاب کا صدر ممبران مجلسِ انتخاب حاضر اجلاس میں سے کثرتِ رائے سے مقرر کیا جائے گا۔
(۸) مجلسِ انتخاب کی جو رُوئداد (یعنی فہرست ممبران مجلسِ انتخاب) بغرض منظوری مرکز نظارت علیا میں بھیجی جائے گی اس پر تمام ممبران مجلسِ انتخاب حاضر اجلاس کے دستخط یا نشان انگوٹھا کا ہونا لازمی ہوگا۔ اور ان کے مکمل پتے (ایڈریس) بھی دیئے جائیں گے۔
(۹) مجالسِ انتخاب والی جماعتوں کے اُمراء اور دیگر عہدیداران کے انتخاب کرنے سے پہلے مجلسِ انتخاب کے ممبران کی منظوری بواسطہ نظارت علیا صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کرنا ہوگی۔ صحیح انتخابات کی ذمہ داری نظارت علیا پر نہیں بلکہ جماعتوں پر ہے۔ اور جماعتوں میں مجالسِ انصار اللہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی ذمہ داری ہر دو مجالسِ مرکزیہ پر ہے نظارتِ علیا پر نہیں۔
(۱۰) یہ مجلس ایک مستقل مجلس ہوگی جس کے ممبران کی مقرر کردہ تعداد کا چندہ دہندگان کی تعداد کی نسبت سے پورا رکھنا مقامی جماعت کے لئے لازمی ہوگا۔ اور تعدادِ ممبران کو پُورا رکھنے کے لئے حسبِ ضرورت ممبران مجلس کا انتخاب اس حلقۂ امارت کے عام اجلاس میں ہُوا کرے گا جس حلقہ کی مجلسِ انتخاب میں کوئی جگہ خالی ہوگی۔ اس حلقہ کے احمدی نیا ممبر منتخب کرکے بھیج دیا کریں۔
(۱۱) فہرست انتخاب پر صدر جلسہ کے علاوہ دو ۲ ایسے دوستوں کے دستخط ہونے بھی لازمی ہوں گے جو کسی عہدہ کے لئے انتخاب میں نہ آئے ہوں۔ مگر انتخاب کی کارروائی میں موجود رہے ہوں۔
(۱۲) مقامی سیکرٹری مال کی یہ تصدیق بھی شامل کی جائے کہ منتخب شدہ ممبران مجلسِ انتخاب کے ذمہ چھ ۶ ماہ سے زائد کا بقایا نہیں ہے۔
(۱۳) جو احباب موصی ہوں ان کے وصیت نمبر اور جو غیر موصی ہوں ان کے ناموں کے سامنے لفظ غیر موصی درج کیا جائے۔
(۱۴) فہرستِ انتخاب کو مرکز میں بھجواتے ہُوئے اِس بات کو وضاحت سے بیان کرنا چاہیئے کہ مطابق قواعد ووٹ دینے کے قابل اس انجمن کے کتنے افراد ہیں اور اُن میں سے بوقتِ اجلاس کتنے حاضر تھے۔

براہِ مہربانی مندرجہ بالا ہدایات کے تحت مجلسِ انتخاب کی فہرست برائے سال یکم جولائی ۱۹۹۲ء تا ۳۰ رجون ۱۹۹۵ء مکمل کروا کر ۱۵ مارچ ۱۹۹۲ء سے قبل نظارت علیا میں بھجوا دیں تا دفتری کارروائی کے بعد صدر انجمن احمدیہ سے منظوری حاصل کرکے نیا ۳ سالہ انتخاب عہدیداران کروایا جاسکے۔ ممبران مجلسِ انتخاب کی فہرست ہر لحاظ سے مکمل ہونی چاہیئے تاکہ دوبارہ تیار کروانے میں وقت خرچ نہ کرنا پڑے۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

رمضان المُبارک میں فِدیۃُ الصِّیام کی ادائیگی !

از محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان

جماعتِ مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصّہ عطا فرمائے ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد اور عورت بیمار ہوں نیز ضعیف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کو اسلامی شریعت نے فِدیۃ الصّیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصّیام دینا چاہیئے تاکہ ان کے روزے مقبول ہوں۔ اور جو کمی کسی پہلو سے ان کے اِس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پُوری ہوجائے۔

پس ایسے احباب جماعت احمدیہ بھارت جو مرکزِ سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے فدیۃ الصّیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کروانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جُملہ رقوم امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کریں۔ اِنشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین ٭

باشرح چندہ جات کی ادائیگی
ہر احمدی کا جماعتی فرض ہے !

قرار دادِ تعزیت

بروفات محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان

منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کہ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن ممبر صدر انجمن احمدیہ و ممبر تحریک جدید انجمن احمدیہ بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۹۱ء وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ موصوف نے بچپن میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں کئی سال تک تعلیم پائی۔ آپ مرکز۔ خلفائے کرام اور بزرگانِ سلسلہ سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔

حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب رضی اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن و سکندر آباد کی وفات کے بعد محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب نے دانشمندی، ہمت اور لگن سے خدمتِ سلسلہ کے لئے بھاری اموال ذاتی طور پر خرچ کرتے ہوئے اس خلاء کو پُر کرنے کی بھرپور کوشش کی اور علاقہ ورنگل اور دیگر اضلاع میں چل رہی ارتداد کی گہری رَو کا مقابلہ کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ہزاروں نیم غیر مُسلم افراد کو احمدیت میں لاکر اُن کی اور اُن کی نئی نسل کی نیک تربیت کی۔ تعلیم و تربیت کے لئے ذاتی طور پر بھاری اخراجات برداشت کرکے خود بھرپور نگرانی کرتے تھے۔ ان کے نیک نمونے کا ان جماعتوں پر نیک اثر تھا۔ موصوف نے چنتہ کنٹہ میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر کے علاوہ متعدد مقامات پر مساجد کی تعمیر میں بھی نمایاں مالی حصّہ لیا۔ کچھ عرصہ تک آپ امیر صوبائی اور لمبے عرصہ تک چنتہ کنٹہ کے صدرِ جماعت رہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز جمعہ و عصر بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء آپ کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

پیش ہو کر فیصلہ ہُوا کہ صدر انجمن احمدیہ، مرحوم کے خاندان اور احباب جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن و آندھرا سے تعزیت کرتی ہے اور مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دُعا کرتی ہے اور یہ کہ اُن کے خاندان کو صبرِ جمیل عطا ہونے اور مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے اِس خلاء کو پُر کرنے کے سامان عطا فرمائے۔

منظوری انتخاب صدر مجلس انصار اللہ بھارت

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر مجلس انصار اللہ بھارت کے انتخاب کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ جس کے مطابق آئندہ تین ۳ سالوں کے لئے مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت ہوں گے۔ اراکین مجالس انصار اللہ بھارت مطلع رہیں۔

اللہ تعالیٰ اِس منظوری کو ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔

خاکسار ناظر اعلیٰ قادیان

معذرت

جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے باعث بدر کے ماہ جنوری و فروری کے شمارے کسی قدر تاخیر سے قارئین تک پہنچے ہیں جس کے لئے دفتر معذرت خواہ ہے۔ اُمید ہے آئندہ شمارے آپ کو بروقت ملتے رہیں گے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

ارشادِ نبویؐ

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
(بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو)

منجانب:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی